بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 53   شمارہ 4

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

4 ذی الحجہ 1424 ہجری 27 صلح 1383 ہش 27 جنوری 2004ء

Postal Reg No PB/0154/2003/TO2005

اخبار احمدیہ

قادیان 23 جنوری 2004ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

کل حضور انور نے مسجد بیت الفتوح میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا احباب جماعت کو ایک دوسرے سے حسن سلوک کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللّٰھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبت الٰہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

”حضرت داؤد زبور میں فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، جوان ہوا، جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا اور نہ اس کی اولاد کو در بدر دھکے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ یہ بالکل سچ اور راست ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور ان کو دوسرے کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں، اولیاء گزرے ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے؟ یا اُن کی اولاد پر یہ مصیبت پڑی ہو کہ وہ دربدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں؟ ہرگز نہیں۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایک ذکر کیا ہے کہ ایک دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ وہ گرنے والی تھی اس کے نیچے خزانہ تھا لڑکے ابھی نابالغ تھے۔ اس دیوار کے گرنے سے اندیشہ تھا کہ خزانہ ننگا ہو کر لوگوں کے ہاتھ آجائے گا۔ وہ لڑکے بیچارے خالی ہاتھ رہ جاویں گے تو اللہ تعالیٰ نے دو نبیوں کو اس خدمت کے واسطے مقرر فرمایا۔ وہ گئے اور اس دیوار کو درست کر دیا کہ جب وہ بڑے ہوں تو پھر کسی طرح ان کے ہاتھ وہ خزانہ آجاوے۔ پس اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ ﴿وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا﴾ (الکہف: ۸۳) یعنی ان لڑکوں کا باپ نیک مرد تھا جس کے واسطے ہم نے ان کے خزانہ کی حفاظت کی۔ اللہ تعالیٰ کے ایسا فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے کچھ اچھے نہ تھے اور نہ اچھے ہونے والے تھے۔ ورنہ یہ فرماتا کہ یہ اچھے لڑکے ہیں، صالح ہیں اور صالح ہونے والے ہیں نہیں بلکہ ان کے باپ کا ہی حوالہ دیا کہ ان کے باپ کی نیکی کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے۔ دیکھو یہی تو شفاعت ہے۔

وہ لوگ جو بڑے بڑے ادعا کرتے ہیں کہ ہم یوں نیکی کرتے ہیں اور متقی ہیں مگر ان کے یہ دعوے قرآن شریف کے مطابق نہیں ہوتے اور نہ اس کسوٹی پر صادق ثابت ہوتے ہیں کیونکہ وہ فرماتا ہے ﴿وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ﴾ (الاعراف: ۱۹۷) ﴿اِنْ اَوْلِیَآءُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الانفال: ۳۵)۔

تو اس وقت افسوس سے ہمیں ان لوگوں کی ہی حالت پر رحم آتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اصل سبب اس کا یہ ہے کہ ان کا صدق و وفا اور اخلاص خدا کے نزدیک اس درجہ کا نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسروں کے شرک سے قابل نفرت ہو گیا ہوا ہوتا ہے۔ ایمان کم ہوتا ہے اور لافیں زیادہ ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا﴾ (الاحزاب: ۶۳) بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم خدا کو وعدہ خلاف یا جھوٹا کہیں اور اس کی نسبت الزام کا خیال بھی کریں۔ اصل میں ایسے لوگوں کا ایمان ناکارہ ہوتا ہے جو لعنت کے مورد ہوتے ہیں نہ رحمت کے۔ وہ اُس میں خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ۔ بھلا خلق نے تو دھوکہ کھا بھی لیا مگر وہ جس کی نظر اندرون در اندرون پہنچتی ہے وہ کسی کے دھوکہ میں آ سکتا ہے۔

انسان کو چاہئے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبت الٰہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں۔ آدمؑ سے لے کر نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کل انبیاء اسی نمونہ کی خاطر ہی تو اُس نے بھیجے ہیں تا لوگ اُن کے نقش قدم پر چلیں۔ جس طرح وہ خدا تک پہنچے اسی طرح اور بھی کوشش کریں۔ سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اُس کا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو“۔ (ملفوظات جلد سوم، طبع جدید، صفحہ ۱۸۲۔۱۸۴)

اگر ہر ایک اپنے دائرے میں دوسرے سے حسن سلوک کرنے والا بن جائے تو دنیا سے فساد خود بخود ختم ہو جائیں گے

اس تعلیم کو رواج دینا اور یہ اعلیٰ اخلاق اپنے رشتہ داروں کے ساتھ دکھانا آج ہر احمدی کا کام ہے

باقی دنیا کے امراء بھی اپنے ملک کے احمدی یتامیٰ کا جائزہ لیں اور ان کو سنبھالیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۳/جنوری ۲۰۰۴ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

حضور انور نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمٰی والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لایحب من کان مختالا فخورا۔ (النساء: ۳۶)

پھر فرمایا: ابھی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عبادت کرو اور اس طرح

باقی صفحہ (15) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

وقفِ جدید اب ۱۲۴ ممالک میں

سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ۹ رجنوری کے خطبہ جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے یہ ایمان افزا خبر دی کہ وقف جدید کی تحریک اس وقت تک دنیا کے ۱۲۴ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

وقف جدید کی تحریک کی ابتداء سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مبارک دَور میں ۱۹۵۸ء میں ہوئی تھی اور ابتداء میں اس کا دائرہ صرف پاکستان اور ہندوستان تک محدود رہا ہے اور ایک عرصہ تک پاکستان اور ہندوستان کے احمدی اس مبارک تحریک میں حصہ لیتے رہے اور ہندو پاک کے دیہات اس کی برکات حاصل کرتے رہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وقف جدید کے اجراء کے بعد اس کی ذمہ داری سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے سپرد فرمائی تھی۔ اس طرح گویا یہ مقدر تھا کہ وقف جدید کے اس مبارک پودے کی حقیقی نشونما آپ کے وجود باجود کے ذریعہ ہی ہوئی چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بعد ۱۹۸۵ء میں وقف جدید کو تمام دنیا کے ممالک تک پھیلانے کا اعلان فرما دیا اور آج ۱۸ سال کے قلیل عرصہ میں یہ تحریک اب دنیا کے ۱۲۴ ممالک میں پھیل گئی ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ کہاں چند سال قبل تک یہ تحریک صرف ہندو پاک دو ممالک میں سمٹی ہوئی تھی اور اب ۱۲۴ ممالک اس سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

وقف جدید کی تحریک دراصل غریبوں کی ترقی کیلئے ہے غریب ممالک کے دیہاتوں میں اس کے ذریعہ جہاں اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچایا جارہا ہے وہیں مفت ڈسپنسریاں ہسپتال اور سکولوں کے اجراء بھی اس تحریک کے ذریعہ ہو رہے ہیں۔ اور وقف جدید کی تحریک کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اکثر غرباء ہی اس کے ذریعہ خدمات بجالا رہے ہیں معمولی پڑھے لکھے معلمین کرام جو تمام دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں وقف جدید کے زیر انتظام ایسے دیہاتوں میں بھی جاکر اسلام کا روح افزا پیغام پہنچا رہے ہیں جہاں نہ بجلی ہے نہ سڑک اور نہ طبی سہولتوں کے انتظامات افریقہ کے گھنے اور خوفناک جنگلات میں بسے دیہاتوں میں بھی وہاں کی بھوک۔۔اور پیاس اور صبر آزما مشکلات کو یہ معلمین کرام خوشی خوشی اپنے گلے لگاتے ہیں اور خدا کی مخلوق کو اس روحانی آب حیات سے فیضیاب کرتے ہیں۔ جس کی اُنہیں ضرورت ہے اور جوان کی زندگی کا اٹوٹ حصہ ہے۔

یہی حال ھندوستان کے دور دراز علاقوں میں ہے ہندوستان میں آج بھی بعض علاقے ایسے غریب اور پسماندہ ہیں کہ اُنہیں دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ شاید یہ لوگ کسی پچھلی صدی کے ہیں جو دوبارہ زندہ ہوگئے ہیں ایسا دیکھنے کیلئے آپ اُڑیسہ اور بہار کے پسماندہ علاقوں میں جاسکتے ہیں جہاں کا پانی بھی ایسا ہے کہ اگر آپ اسے پی لیں تو ملیریا بخار میں مبتلا ہوسکتے ہیں لوگ پتھریلے پہاڑوں اور جنگلوں میں چھوٹی چھوٹی کٹیوں میں رہتے ہیں اور زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم ہیں جہاں آج بھی بھیڑیئے اور چیتے ان کے سوئے ہوئے بچوں کو اُٹھا کر لے جاتے ہیں جنہیں نہ دن کو آرام ہے دو وقت کی روٹی میسر ہے اور نہ رات کا چین۔ تعلیم کی روشنی جن کے آنگنوں تک نہیں پہنچی جو رات کے جھٹپٹے سے پہلے ہی اپنے چراغ بجھا کر نیند کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔

ایسے محروم ومعصوم لوگوں تک بھی آج ہندوستان میں وقف جدید کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا جارہا ہے۔ اور وہ لوگ لاکھوں کی تعداد میں احمدیت کی آغوش میں آتے چلے جارہے ہیں۔ یقین جانئے جو لوگ ایسی جگہوں پر خدا کا پیغام پہنچانے کیلئے جاتے ہیں وہ خدا کی اس سرزمین پر چلتے پھرتے فرشتے ہیں اور نہایت مبارک وجود ہیں جو اپنے امام کی آواز پر نظام جماعت کی اطاعت کرتے ہوئے جنگلوں اور بیابانوں کو اپنے مسکن بناتے ہیں اور ان غریب لوگوں کی زندگیوں میں اُمید کی مشعلیں روشن کرتے ہیں جو روحانی زندگی سے نا اُمید ہوچکے ہیں۔

یہ ہے وقف جدید جو آج اپنے اموال کے لحاظ سے بھی اور اپنے وقف کے لحاظ سے بھی دنیا میں ایک تناور درخت کی طرح پھیل گئی ہے۔ اور جس نے صرف ۱۸ سال کے عرصہ میں ہی ۱۲۴ ممالک میں اپنی جڑیں پیوست کردی ہیں۔ جس کے چندہ میں آج لاکھوں لوگ شامل ہیں اور ہزاروں لوگ اس کے ذریعہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ اور لاکھوں کی قسمت جس کے نتیجہ میں چمک رہی ہے۔ وباللہ التوفیق

(منیر احمد خادم)

اعلان بابت انتخاب زعماء مجالس انصار اللہ بھارت

جملہ صدر صاحبان جماعت اور ناظمین انصار اللہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تمام جماعتوں میں زعیم انصار اللہ کا انتخاب متعدد ہے۔ فارم انتخاب مع قواعد وشرائط انتخاب صدر صاحبان جماعت کے نام روانہ کردیئے گئے ہیں۔

جملہ صدر صاحبان و جماعت عہدیداران مجلس سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں میں اولین فرصت میں ہی انتخاب کروا کر رپورٹ سے مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

''ریلیف فنڈ ایران''

26 دسمبر 2003ء کو ایران کے جنوب مغرب میں واقع صوبہ کرمان کے تاریخی شہر بام میں آنے والے گزشتہ ایک دہائی کے سب سے بڑے اور ہولناک زلزلہ نے اسلامی دنیا ہی کو نہیں بلکہ پوری عالمی برادری کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ جماعت احمدیہ چونکہ آفات ارضی وسماوی کے ایسے ہر اندوہناک سانحہ پر مصیبت زدگان کی بلا امتیاز مذہب وقوم ہر ممکن مدد کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہے اس لئے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُمراء و افراد جماعت کو دکھ کی اس گھڑی میں بھی دردمندانہ دعاؤں اور عطیات کے ذریعہ زلزلہ زدگان ایران کی بھرپور مدد کرنے کے لئے یہ ہدایت صادر فرمائی ہے:-

''گزشتہ دنوں ایران میں ایک خوفناک زلزلہ آیا۔ بڑی تباہی پھیلی ہے...ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لئے دُعائیں بھی کی جائیں اور مالی مدد بھی۔ مختلف ملکوں میں...میرا خیال ہے ایسے طریقہ کار رائج ہوں جو ان تک پہنچ سکیں۔ بہر حال ہر ملک میں جو امراء ہیں وہ اپنے اپنے حالات کے مطابق جائزہ لے کر کوئی لائحہ عمل تجویز کریں۔ اور ان... آفت زدہ لوگوں کی خدمت کی کوشش کریں۔''

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 2003ء)

صدر انجمن احمدیہ نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں زیر ریزولیشن نمبر 04-01-5/369-غ م جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی طرف سے متاثرین زلزلہ ایران کی مدد کے لئے پانچ لاکھ روپئے کا عطیہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے لئے محاسب صدر انجمن احمدیہ میں ''ریلیف فنڈ ایران'' کے نام سے باقاعدہ ایک امانت کھول دی گئی ہے۔ جملہ مخیّر اور ذی استطاعت احباب جماعت سے اس مد میں فوری طور پر زیادہ سے زیادہ مالی عطیات فراہم کرنے کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور پرنور کی اس اہم ہنگامی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے آفت زدہ بھائیوں کے دکھوں کا محض اپنے فضلوں سے جلد تر مداوا کرے۔ آمین

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

ایران میں زلزلے نے قیامت صغریٰ برپا کردی

اسلامی ملک ایران میں زلزلے نے قیامت صغریٰ برپا کردی ہے۔ اطلاعات کے مطابق زلزلے میں مرنے والوں کی تعداد چالیس ہزار سے بھی زیادہ تجاوز کرچکی ہے۔ حکومتِ ایران نے کہا ہے کہ اس خوفناک زلزلے سے ہونے والی تباہی کے باعث اسرائیل سمیت تمام ممالک اور عالمی اِداروں کی امداد قبول کرینگے۔

اطلاعات کے مطابق جمعہ کے روز ایران کے جنوب مشرقی صوبہ کرمان کے تاریخی شہر بام میں صبح کے وقت ۸ بجکر ۲۵ منٹ پر خوفناک زلزلہ آیا۔ ریکٹر اسکیل پر زلزلے کی شدت چھ اعشاریہ تین ریکارڈ کی گئی اس کا مرکز تہران کے جنوب مشرق میں ایک ہزار کلو میٹر دور تھا۔ جہاں کی آبادی ۲ لاکھ ۳۰ ہزار تھی زلزلے کے باعث ۷۰ فیصد سے زیادہ مکان تباہ ہوگئے ہیں۔ عالمی برادری نے اس ہولناک زلزلے پر قیمتی جانی ومالی نقصان پر گہرے رنج والم اور افسوس کا اظہار حکومت ایران سے کیا ہے اور اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے۔

زلزلے ایسی قدرتی آفت ہیں جن کے آنے کے وقت کا تعین آج کی ترقی یافتہ سائنس ابھی تک نہیں کرسکی۔ نہ ہی اس کے بچاؤ کا حل انسانی جستجو تلاش کر پائی ہے۔ جہاں یہ قیامت صغریٰ برپا ہوتی ہے وہاں اکیلے کسی ملک کا نمٹنا بس کی بات نہیں۔

اس زلزلے میں ایران اپنے قدیم ثقافتی ورثے جو ۱۵ تا ۱۷ ویں صدی کی نمائندگی کرتا تھا ہمیشہ کیلئے محروم ہوگیا۔ مٹی کی اینٹوں اور کھجور کے درختوں کے تنوں سے بنی یہ بستی پوری دنیا میں اپنی طرز کی سب سے منفرد بستی تھی۔ جو زمین بوس ہوگئی۔

۲۰۰۳ء کے اختتامی دنوں میں اس ناگہانی آفت میں حکومت ایران اور عوام اقوام عالم کی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امداد کے مستحق ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش: 237-0471,237-8468

خطبہ جمعہ

دین کو دنیا پر مقدم کئے بغیر ایمان قائم نہیں رہ سکتا۔ کامل فرمانبرداری اصل دین ہے

کبریائی اللہ کی چادر ہے۔ شرک کے بعد تکبر جیسی کوئی بلا نہیں

(شرائط بیعت حضرت مسیح موعودؑ کے مضمون کا پرمعارف اور روح پرور بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۲۹ راگست ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۹ رظہور ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام شیورٹ ہالے، فرینکفورٹ (جرمنی)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ ملك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

جلسہ کی آخری تقریر میں مَیں شرائط بیعت کے متعلق بیان کر رہا تھا تو وقت کی وجہ سے ساری بیان نہیں کی گئیں۔ چھ شرائط اب تک بیان ہو چکی ہیں اور اب دو مَیں نے آج کے لئے لی ہیں۔شرط ہفتم۔ ساتویں شرط یہ ہے: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

شیطان کیونکہ تکبر دکھانے کے بعد سے ابتدا سے ہی یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ مَیں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگاؤں گا اور عباد الرحمٰن نہیں بننے دوں گا اور مختلف طریقوں سے اس طرح انسان کو اپنے جال میں پھنساؤں گا کہ اس سے نیکیاں سرزد اگر ہو بھی جائیں تو وہ اپنی طبیعت کے مطابق ان پر گھمنڈ کرنے لگے اور یہ نخوت اور یہ گھمنڈ اس کو یعنی انسان کو آہستہ آہستہ تکبر کی طرف لے جائے گا۔ یہ تکبر آخرکار اس کو اس نیکی کے ثواب سے محروم کر دے گا۔ تو کیونکہ شیطان نے پہلے دن سے ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ انسان کو راہ راست سے بھٹکائے گا اور اس نے خود بھی تکبر کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کیا تھا اس لئے یہی وہ حربہ ہے جو شیطان مختلف حیلوں بہانوں سے انسان پر آزماتا ہے اور سوائے عباد الرحمٰن کے کہ وہ عموماً اس ذریعہ سے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں، عبادتگزار ہوتے ہیں، بچتے رہتے ہیں۔اس کے علاوہ عموماً تکبر کا ہی یہ ذریعہ ہے جس کے ذریعہ شیطان انسان کو اپنی گرفت میں لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ کہ یہ ہم نے بیعت کرتے ہوئے یہ شرط تسلیم کر لی کہ تکبر نہیں کریں گے، نخوت نہیں کریں گے، بکلی چھوڑ دیں گے۔ یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اس کی مختلف قسمیں ہیں، مختلف ذریعوں سے انسانی زندگی پر شیطان حملہ کرتا رہتا ہے۔ بہت خوف کا مقام ہے ۔اصل میں تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہو تو اس سے بچا جا سکتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے بھی اس ساتویں شرط میں ایک راستہ رکھ دیا۔ فرمایا کیونکہ تم تکبر کی عادت کو چھوڑو گے تو جو خلا پیدا ہوگا اس کو اگر عاجزی اور فروتنی سے پُر نہ کیا تو تکبر پھر حملہ کرے گا۔ اس لئے عاجزی کو اپناؤ کیونکہ یہی راہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ آپ نے خود بھی اس عاجزی کو اس انتہاء تک پہنچا دیا جس کی کوئی مثال نہیں تبھی تو اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر آپ کو الہاماً فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔ تو ہمیں جو آپ کی بیعت کے دعویدار ہیں، آپ کو امام الزمان مانتے ہیں، کس حد تک اس خُلق کو اپنانا چاہئے۔ انسان کی تو اپنی ویسے بھی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ تکبر دکھائے اور اکڑتا پھرے۔ یہ قرآن شریف کی آیت میں پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا﴾۔(بنی اسراءیل:۳۸) اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ تُو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔

جیسا کہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے انسان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ کس بات کی اکڑفوں ہے۔ بعض لوگ کنوئیں کے مینڈک ہوتے ہیں، اپنے دائرہ سے باہر نکلنا نہیں چاہتے۔ اور وہیں بیٹھے سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم بڑی چیز ہیں۔ اس کی مثال اس وقت مَیں ایک چھوٹے سے چھوٹے دائرے کی دیتا ہوں، جو ایک گھریلو معاشرے کا دائرہ ہے، آپ کے گھر کا ماحول ہے۔ بعض مرد اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کر رہے ہوتے ہیں کہ روح کانپ جاتی ہے۔ بعض بچیاں لکھتی ہیں کہ ہم بچپن سے اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہیں اور اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ ہمارے باپ نے ہماری ماں کے ساتھ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ ظلم کا رویہ رکھا ہے۔ باپ کے گھر میں داخل ہوتے ہی ہم سہم کر اپنے کمروں میں چلے جاتے ہیں۔ کبھی باپ کے سامنے ہماری ماں نے یا ہم نے کوئی بات کہہ دی جو اس کی طبیعت کے خلاف ہو تو ایسا ظالم باپ ہے کہ سب کی شامت آ جاتی ہے۔ تو یہ تکبر ہی ہے جس نے ایسے باپوں کو اس انتہا تک پہنچا دیا ہے اور اکثر ایسے لوگوں نے اپنا رویہ باہر ایسا رکھا ہوتا ہے، بڑا اچھا رویہ ہوتا ہے ان کا اور لوگ باہر سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ان جیسا شریف انسان ہی کوئی نہیں ہے۔ اور باہر کی گواہی ان کے حق میں ہوتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو گھر کے اندر اور باہر ایک جیسا رویہ اپنائے ہوئے ہوتے ہیں ان کا تو ظاہر ہو جاتا ہے سب کچھ۔ تو ایسے بدخُلق اور متکبر لوگوں کے بچے بھی، خاص طور پر لڑکے جب جوان ہوتے ہیں تو اس ظلم کے ردّعمل کے طور پر جو انہوں نے ان بچوں کی ماں یا بہن یا ان سے خود کیا ہوتا ہے، ایسے بچے پھر باپوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک وقت میں جا کر جب باپ اپنی کمزوری کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس سے خاص طور پر بدلے لیتے ہیں۔ تو اس طرح ایسے متکبرانہ ذہن کے مالکوں کی اپنے دائرہ اختیار میں مثالیں ملتی رہتی ہیں۔ مختلف دائرے ہیں معاشرے کے۔ ایک گھر کا دائرہ اور اس سے باہر ماحول کا دائرہ۔ اپنے اپنے دائرے میں اگر جائزہ لیں تو تکبر کی یہ مثالیں آپ کو ملتی چلی جائیں گی۔

پھر اس کی انتہا اس دائرے کی اس صورت میں نظر آتی ہے جہاں بعض قومیں اور ملک اور حکومتیں اپنے تکبر کی وجہ سے ہر ایک کو اپنے سے ہیچ سمجھ رہی ہوتی ہیں۔ اور غریب قوموں کو، غریب ملکوں کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھا ہوتا ہے۔ اور آج دنیا میں فساد کی بہت بڑی وجہ یہی ہے۔ اگر یہ تکبر ختم ہو جائے تو دنیا سے فساد بھی مٹ جائے۔ لیکن ان متکبر قوموں کو بھی، حکومتوں کو بھی پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تکبر کرنے والوں کے غرور اور تکبر کو توڑتا ہے تو ان کا پھر کچھ بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ کہاں گئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ﴿فَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾(لقمان:۱۹) ۔اس کا ترجمہ یہ ہے: اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

جیسا کہ اس آیت سے بھی ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فرما رہا ہے کہ یونہی تکبر کرتے ہوئے نہ پھرو۔ اپنے گال پھلا کر، ایک خاص انداز ہوتا ہے تکبر کرنے والوں کا اور گردن اکڑا کر پھرنا اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے سے کم درجہ والوں کے سامنے اکڑ دکھا رہے ہوتے ہیں اور

اپنے سے اوپر والے کے سامنے بچھتے چلے جاتے ہیں۔تو ایسے لوگوں میں منافقت کی برائی بھی ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔تو یہ تکبر جو ہے بہت سی اخلاقی برائیوں کا باعث بن جاتا ہے اور نیکی میں ترقی کے راستے آہستہ آہستہ بالکل بند ہو جاتے ہیں۔اور پھر دین سے بھی دور ہو جاتے ہیں، نظام جماعت سے بھی دور ہو جاتے ہیں۔اور جیسے جیسے ان کا تکبر بڑھتا ہے ویسے ویسے وہ اللہ اور رسول کے قرب سے،اس کے فضلوں سے بھی دور چلے جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے۔اور مَیں تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو ثرثار یعنی منہ پھٹ، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے ہیں، متشدِّق یعنی منہ پھلا پھلا کر باتیں کرنے والے اور مُتَفَیْہِق یعنی لوگوں پر تکبر جتلانے والے ہیں۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ثرثار اور متشدِّق کے معنے تو ہم جانتے ہیں، مُتَفَیْہِق کسے کہتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا: مُتَفَیْہِق متکبرانہ باتیں کرنے والے کو کہتے ہیں۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب فی معالی الاخلاق)

ایک اور حدیث ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تین باتیں ہر گناہ کی جڑ ہیں ان سے بچنا چاہئے۔تکبر سے بچو کیونکہ تکبر نے ہی شیطان کو اس بات پر اکسایا کہ وہ آدم کو سجدہ نہ کرے۔دوسرے حرص سے بچو کیونکہ حرص نے ہی آدم کو درخت کھانے پر اکسایا۔تیسرے حسد سے بچو کیونکہ حسد کی وجہ سے ہی آدم کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔

(قشریہ باب الحسد صفحہ ۷۹)

پھر حدیث ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا۔ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو اور خوبصورت لگے۔آپؐ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں۔آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، یعنی خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ اور جنت کی آپس میں بحث اور تکرار ہوگئی۔دوزخ نے کہا کہ مجھ میں بڑے بڑے جابر اور متکبر داخل ہوتے ہیں اور جنت کہنے لگی کہ مجھ میں کمزور اور مسکین داخل ہوتے ہیں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو فرمایا کہ تو میرے عذاب کی مظہر ہے۔جسے مَیں چاہتا ہوں تیرے ذریعہ عذاب دیتا ہوں۔اور جنت سے کہا تو میری رحمت کی مظہر ہے جس پر مَیں چاہوں تیرے ذریعہ رحم کرتا ہوں۔اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو اس کا بھرپور حصہ ملے گا۔(صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعمها واهلها)

اللہ کرے کہ ہر احمدی عاجزی، مسکینی اور خوش خلقی کی راہوں پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحم کی نظر حاصل کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ کی جنت میں جانے والا ہو اور ہر گھر تکبر کے گناہ سے پاک ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔حضرت ابوسعید خدریؓ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عزت اللہ تعالیٰ کا لباس اور کبریائی اس کی چادر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جو کوئی بھی انہیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا مَیں اسے عذاب دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة)

تو تکبر آخرکار انسان کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر دیتا ہے۔جب خدا کا شریک بنانے والے کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ معاف نہیں کروں گا تو پھر جو خود خدائی کا دعویدار بن جائے اس کی کس طرح بخشش ہو سکتی ہے۔تو یہ تکبر ہی تھا جس نے مختلف وقتوں میں فرعون صفت لوگوں کو پیدا کیا اور پھر ایسے فرعونوں کے انجام آپ نے پڑھے بھی اور اس زمانہ میں دیکھے بھی۔تو یہ بڑا خوف کا مقام ہے۔ہر احمدی کو ادنیٰ سے تکبر سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ یہ پھر پھیلتے پھیلتے پوری طرح انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ وارننگ دے دی ہے، واضح کر دیا ہے کہ یہ میری چادر ہے، مَیں رب العالمین ہوں، کبریائی میری ہے، اس کو تسلیم کرو، عاجزی دکھاؤ۔اگر ان حدود سے باہر نکلنے کی کوشش کروگے تو عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔اگر رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہے تو عذاب تمہارا مقدر ہے لیکن ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دے دی کہ اگر ذرہ بھر بھی تمہارے اندر ایمان ہے تو مَیں تمہیں آگ کے عذاب سے بچا لوں گا۔جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔(سنن ابن ماجہ کتاب المقدمہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا۔جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوقِ لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔“(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۸)

پھر فرماتے ہیں: ”اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے لائق ہو۔ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آ وے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔“(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۔۱۳)

پھر فرماتے ہیں: ”ہاں ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں جو دو دن نماز پڑھ کر تکبر کرنے لگتے ہیں اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے ان میں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے۔یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔جب تک انسان اس سے دور نہ ہو۔یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔نہ علم کے لحاظ سے، نہ دولت کے لحاظ سے، نہ وجاہت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے گا۔اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا اور وہ معرفت جو جذبات کے موادِ ردّیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔..........

مضمون نگار اور شعراء حضرات کی خدمت میں ضروری گذارش

مضامین، نظمیں اور رپورٹیں بھجوانے والے حضرات سے گذارش ہے کہ وہ اپنی نگارشات بھجواتے وقت درج ذیل امور مدنظر رکھیں:

☆ لکھائی خوش خط ہو۔شکستہ لکھائی والے مضامین کمپوز کرتے وقت بہت سی غلطیاں رہ جاتی ہیں۔

☆ اگر مضمون میں عربی عبارات ہوں تو انکے اعراب ضرور لگائے جائیں۔

☆ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب سے اقتباسات پوری احتیاط کے ساتھ نقل کئے جائیں۔نیز انکے مکمل حوالے صفحہ نمبر، کتاب کا نام، سن اشاعت، مصنف کا نام، ایڈیشن اور مطبع ضرور لکھیں۔اخبار کی صورت میں صفحہ نمبر، اخبار کا شمارہ، تاریخ ماہ اور سنہ نیز کہاں سے طبع ہوتا ہے ضرور لکھیں۔

☆ اکثر مضمون نگار غلط حوالے دے دیتے ہیں جو بسا اوقات یا تو ملتے ہی نہیں یا ادھورے ملتے ہیں۔اس سے ادارہ کا بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ایسی صورت میں آپکا مضمون شامل اشاعت نہ ہو سکے گا۔

☆ جو کتب، اخبارات عموماً میسر نہیں ہوتیں انکے حوالوں کی صورت میں ٹائیٹل وحوالہ کی فوٹو کاپی مضمون کے ساتھ ضرور بھجوائیں۔

☆ جملہ رپورٹیں جامع ومختصر ہوں۔غیر ضروری لمبی تفصیل سے احتراز کریں۔

☆ مضامین خبریں ورپورٹیں صحیح معلومات وکوائف پر مشتمل ہونی چاہئیں۔اگر کوئی امر حقیقت کے برعکس ہو۔تو اسکی تمام تر ذمہ داری مضمون نگار پر ہوگی۔

☆ جو دوست بیرون ممالک سے اپنی نگارشات بھجواتے ہیں ان سے عرض ہے کہ اپنی جماعت کے امیر صاحب و صدر صاحب کے توسط سے بھجوایا کریں۔بصورت دیگر ایسی نگارشات قابل اشاعت نہ ہوں گی۔

☆ اپنے مضامین ونظموں کی نقول رکھ کر ادارہ کو بھجوایا کریں۔ناقابل اشاعت مسودات واپس بھجوانے کا ادارہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔

☆ امید ہے بدر میں شائع کرنے کیلئے اپنی نگارشات بھجوانے والے حضرات ان امور کی پابندی کرتے ہوئے ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔(ادارہ)۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ بعض بنیادی چیزیں ہیں اور ان کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اور ان سے بچو۔ بعض لوگ دو چار دن نماز پڑھ کے سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے نیک ہو گئے ہیں۔ چہرے پر عجیب قسم کی سنجیدگی کے ساتھ رعونت بھی طاری ہو جاتی ہے۔ اور آپ نے دیکھا ہوگا بعض دفعہ بعض جبہ پوشوں کو کہ ہاتھ میں تسبیح لے کر مسجدوں سے نکل رہے ہوتے ہیں۔ ان کی گردن پر ہی فخر اور غرور نظر آ رہا ہوتا ہے۔ شکر ہے، اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے کہ جماعت احمدیہ ایسے جبہ پوشوں سے پاک ہے۔ پھر حج کر کے آتے ہیں اتنا پروپیگنڈہ اس کا ہو رہا ہوتا ہے کہ انتہا نہیں۔ ایسے لوگوں کے دکھاوے کے روزے ہوتے ہیں اور دکھاوے کا حج ہوتا ہے۔ صرف بڑائی جتانے کے لئے یہ سب ہوتا ہے کہ لوگ کہیں کہ فلا بڑا نیک ہے۔ بڑے روزے رکھتا ہے، حاجی ہے، بہت نیک ہے۔ تو یہ سب دکھاوے تکبر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں یا دکھاوے کی وجہ سے تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ اپنی ذات پات کی وجہ سے تکبر کر رہے ہوتے ہیں کہ ہماری ذات بہت اونچی ہے۔ فلاں تو کمی کمین ہے وہ ہمارا کہاں مقابلہ کر سکتا ہے۔ تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ تکبر کی کئی قسمیں ہیں جو تمہیں خدا تعالیٰ کی معرفت سے دور لے جاتی ہیں، اس کے قرب سے دور لے جاتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ انسان شیطان کی جھولی میں گر جاتا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔

پس معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئ محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۳ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے رُوحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا۔ آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں‘‘۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ)۔

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۴۳۷۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اُس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اُس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مُرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مُرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو‘‘

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۸۔ صفحہ ۴۰۲۔۴۰۳)

پھر دوسری بات جو اس شرط میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کروں گا۔ تو جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جب آپ اپنے دل و دماغ کو تکبر سے خالی کرنے کی کوشش کریں گے، خالی کریں گے تو پھر لازماً ایک اعلیٰ وصف، ایک اعلیٰ صفت، ایک اعلیٰ خُلق اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا ورنہ پھر شیطان حملہ کرے گا کیونکہ وہ اسی کام کے لئے بیٹھا ہے کہ آپ کا پیچھا نہ چھوڑے۔ وہ خُلق ہے عاجزی اور مسکینی۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ عاجز اور متکبر اکٹھے رہ سکیں۔ متکبر لوگ ہمیشہ ایسے عاجز لوگوں پر جو عبادالرحمٰن ہوں طعنہ زنیاں کرتے رہتے ہیں، فقرے کستے رہتے ہیں تو ایسے لوگوں کے مقابل پر آپ نے ان جیسا رویہ نہیں اپنانا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا ہے فرمایا: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ (الفرقان: ۶۴) اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ’’سلام‘‘۔

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا جس نے اللہ کی خاطر ایک درجہ تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرے گا یہاں تک کہ اسے علّیین میں جگہ دے گا، اور جس نے اللہ کے مقابل ایک درجہ تکبّر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ نیچے گرا دے گا یہاں تک کہ اسے اسفل السافلین میں داخل کر دے گا۔ (مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

تو ایسے لوگوں کی مجالس سے سلام کہہ کر اٹھ جانے میں ہی آپ کی بقا، آپ کی بہتری ہے کیونکہ اس سے آپ کے درجات بلند ہو رہے ہیں اور مخالفین اپنی انہی باتوں کی وجہ سے اسفل السافلین میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion
Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

فرمایا: صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ (مسلم کتاب البر و الصلة باب استحباب العفو و التواضع)

عیاذ بن حمار بن مجاشع کے بھائی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطاب کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ تم اس قدر تواضع اختیار کرو کہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے، اور کوئی ایک دوسرے پر ظلم نہ کرے۔

پھر ایک روایت ہے اسے ہمیں آپس کے معاملات میں بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(مسلم۔ کتاب البر والصلة۔ باب استحباب العفو والتواضع)

پس ہر احمدی ایک دوسرے کو معاف کرنے کی عادت ڈالے۔ اگلے جہان میں بھی درجات بلند ہو رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی آپ کی عزتیں بڑھاتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی خاطر کئے گئے کسی فعل کو کبھی بغیر اجر کے جانے نہیں دیتا۔

مسکینوں کا مقام آنحضرت ﷺ کی نظر میں کتنا تھا، اس کا اندازہ اس حدیث سے کریں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مساکین سے محبت کیا کرو۔ یہ حضرت ابوسعید خدری کہہ رہے ہیں کہ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْن۔ یعنی اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے مسکینوں کے گروہ ہی سے اٹھانا۔ (ابن ماجه کتاب الزهد باب مجالسة الفقراء)

پس ہر احمدی کو بھی وہی راہ اختیار کرنی چاہئے، ان راہوں پر قدم مارنا چاہئے جن پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ چل رہے ہیں۔ ہر احمدی کو اپنے آپ کو مسکینوں کی صف میں ہی رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہی عہد بیعت ہے کہ مسکینی سے زندگی بسر کروں گا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جعفر بن ابی طالب مساکین سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان کی مجلسوں میں بیٹھتے تھے۔ وہ ان سے باتیں کرتے اور مساکین ان سے باتیں کرتے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت جعفر کو ابوالمساکین کی کنیت سے پکارا کرتے تھے۔

(ابن ماجه کتاب الزهد باب مجالسة الفقراء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:- اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لیے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہیئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا۔ اگر تم کوئی برا کام کروگی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہیئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحه ۳۷۰ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ”اہل تقویٰ کے لیے یہ شرط تھی کہ وہ غربت اور مسکینی میں اپنی زندگی بسر کرے یہ ایک تقویٰ کی شاخ ہے جس کے ذریعہ ہمیں غضب ناجائز کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے ہی بچنا ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔“ (رپورٹ جلسه سالانه ۱۸۹۷ء، صفحه ۴۹)

آپؑ فرماتے ہیں: ”تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔“

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحه ۱۲۔۱۳)

پھر آٹھویں شرط یہ ہے ’یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا‘۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ایک ایسا عہد ہے کہ جماعت کا ہر وہ فرد جس کا جماعت کے ساتھ باقاعدہ رابطہ ہے، اجلاسوں اور اجتماعوں وغیرہ میں شامل ہوتا ہے وہ اس عہد کو بار بار دہراتا ہے۔ ہر اجتماع اور ہر جلسہ وغیرہ میں بھی بینرز لگائے جاتے ہیں اور اکثر ان میں یہ بھی ہوتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ کیوں اس بات کو اتنی اہمیت دی گئی ہے، اس لئے کہ اس کے بغیر ایمان قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ اس پر عمل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے اس کے حصول کے لئے ہر وقت، ہر لحظہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ اس کا فضل ہی ہو تو یہ اعلیٰ معیار قائم ہو سکتا ہے۔ تو ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شامل ہیں۔ ہمارے لئے تو اللہ تعالیٰ اس طرح حکم فرماتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۔حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ﴾ (سورة البينه:٦)۔ اور وہ کوئی حکم نہیں دیئے گئے سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اُس کے لئے خالص کرتے ہوئے، ہمیشہ اس کی طرف جھکتے ہوئے، اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور یہی قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات کا دین ہے۔

تو نمازوں کو قائم کرنے سے یعنی باجماعت اور وقت پر نماز پڑھنے سے، اس کی راہ میں خرچ کرنے سے، غریبوں کا خیال رکھنے سے بھی ہم صحیح دین پر قائم ہو سکتے ہیں۔ اور ان تعلیمات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہیں، اپنی زندگیوں پر لاگو کر سکتے ہیں جب ہم اللہ کی عبادت کریں گے، اس کی دی ہوئی تعلیم پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے گا، ہمارے ایمانوں کو اس قدر مضبوط کر دے گا کہ ہمیں اپنی ذات، اپنی خواہشات، اپنی اولادیں، دین کے مقابلے میں ہیچ نظر آنے لگیں گی۔ تو جب سب کچھ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے گا اور ہمارا اپنا کچھ نہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ پھر ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ ان کی عزتوں کی بھی حفاظت کرتا ہے، ان کی اولادوں کی بھی حفاظت کرتا ہے، ان میں برکت ڈالتا ہے، ان کے مال کو بھی بڑھاتا ہے اور ان کو اپنی رحمت اور فضل کی چادر میں ہمیشہ لپیٹے رکھتا ہے اور ان

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of:
GOLD & DIAMOND JEWELLERY
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں
خاص احمدی احباب کیلئے
الیس اللہ بکاف عبدہ
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصی روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443
خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہ
Manufacturers of: All Kinds of Gold and Silver Ornaments
احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں
Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233.

کے ہر قسم کے خوف دور کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے: ﴿بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرہ: ۱۱۳)۔ نہیں نہیں، سچ یہ ہے کہ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے ربّ کے پاس ہے۔ اور اُن (لوگوں) پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پھر فرمایا ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ (النساء: ۱۲۶)۔ اور دین میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اپنی تمام تر توجہ اللہ کی خاطر وقف کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو اور اس نے ابراہیم حنیف کی ملّت کی پیروی کی ہو اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا تھا۔

اس آیت میں اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔ یعنی مکمل فرمانبرداری اور اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنے، اس کے دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے اور احسان کرنے والا ہو۔ تو کیونکہ وہ اللہ کی خاطر احسان کرنے والا ہوگا اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ اگر ہر وقت وہ دین کی طرف اور دین کی خدمت کی طرف رہا تو اس کا مال یا اولاد ضائع ہو جائے گی۔ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ جو سب سے بڑھ کر بدلہ دینے والا ہے، اُجر دینے والا ہے، اس کے اس فعل کا خود اجر دے گا۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود اس کے جان، مال، آبرو کی حفاظت کرے گا۔ ایسے لوگوں کو، ان کی نسلوں کو بھی اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرہ: ۱۱۳)۔ یعنی جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو۔ سو وہ چشمۂ قربِ الٰہی سے اپنا اجر پائے گا۔ اور اُن لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی بجالانے میں سرگرم رہے۔ سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حُزن سے نجات بخشے گا۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۴)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ معاویہ بن حَیدہ قُشیری رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ مَیں نے پوچھا ”آپ کو ہمارے ربّ نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے اور کیا دین لائے ہیں؟“۔ آپؐ نے فرمایا: ”خدا نے مجھے دینِ اسلام دے کر بھیجا ہے“۔ مَیں نے پوچھا ”دینِ اسلام کیا ہے“۔ حضور ﷺ نے جواب دیا: ”اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ کے حوالے کر دو اور دوسرے معبودوں سے دست کش ہو جاؤ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔“ (الاستیعاب)

پھر ایک روایت یہ ہے۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتایئے جس کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے یعنی میری پوری تسلی ہو جائے۔ حضور ﷺ نے جواب دیا: تم یہ کہو کہ مَیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، پھر اس پر پکے ہو جاؤ اور استقلال کے ساتھ قائم رہو۔

صحابہ کا کیا فعل تھا۔ ایک حدیث میں یہ واقعہ ہے۔ ابتداء میں جب شراب اسلام میں حرام نہیں تھی۔ صحابہ بھی شراب پی لیا کرتے تھے اور اکثر نشہ بھی ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن اس حالت میں بھی ان پر دین اور دین کی عزت کا غلبہ رہتا تھا۔ یہ فکر تھی کہ سب چیزوں پر دین سب سے زیادہ مقدم ہے چنانچہ جب شراب کی حرمت کا بھی حکم آیا ہے تو جو لوگ مجلس میں بیٹھے شراب پی رہے تھے بعض ان میں سے نشہ میں بھی تھے۔ جب انہوں نے اس کی حرمت کا حکم سنا تو فوراً تعمیل کی۔ اس بارہ میں حدیث جیسا کہ مَیں نے عرض کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ابوطلحہ انصاری، ابوعبیدہ بن جراح اور ابی بن کعب کو کھجور کی شراب پلا رہا تھا۔ کسی آنے والے نے بتایا کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ یہ سُن کر ابوطلحہ نے کہا کہ انس اُٹھو اور شراب کے مٹکوں کو توڑ ڈالو۔ انس کہتے ہیں کہ مَیں اٹھا اور پتھر کی کونڈی کا نچلا حصہ مٹکوں پر دے مارا اور وہ ٹوٹ گئے۔ (بخاری کتاب خبرالواحد باب ماجاء فی اجازۃ الواحد الصدوق)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰ تا ۱۲)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”جب تک انسان صدق وصفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا بندہ نہ ہوگا تب تک کوئی درجہ ملنا مشکل ہے۔ جب ابراہیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے شہادت دی ﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾ (النجم: ۳۸) کہ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے اپنی بات کو پورا کیا۔ تو اس طرح سے اپنے دل کو غیر سے پاک کرنا اور محبت الٰہی سے بھرنا خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلنا اور جیسے ظل اصل کا تابع ہوتا ہے ویسے ہی تابع ہونا کہ اس کی اور خدا کی مرضی ایک ہو، کوئی فرق نہ ہو۔ یہ سب باتیں دعا سے حاصل ہوتی ہیں۔ نماز اصل میں دعا کے لئے ہے کہ ہر ایک مقام پر دعا کرے لیکن جو شخص سویا ہوا نماز ادا کرتا ہے کہ اسے اس کی خبر ہی نہیں ہوتی تو وہ اصل میں نماز نہیں۔ ...... پس چاہئے کہ ادائیگی نماز میں انسان سست نہ ہو اور نہ غافل ہو۔ ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۵۸،۴۵۷)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں۔ یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے۔ یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلّی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے۔ .... تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں۔ کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو۔ کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہِ آتش فشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسانی کو معدوم کر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو۔ یا صدق ووفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۶۷،۶۶)

آپ نے فرمایا: ”خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑ معرفتِ کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفتِ کاملہ دی گئی، اُس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی، اُس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے، نجات دی گئی۔ پس ہم اِس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی رُوح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی رُوح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اَور چیز کی ضرورت۔“ (لیکچر لاہور۔ صفحہ ۸ تا ۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز میں لذت وسرور پانے کا طریق

لالیاں (ضلع جھنگ) سے حضرت مولوی تاج محمود صاحب خدا کے محبوب ومقدس مامور حضرت مسیح موعود کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور ۹ راگست ۱۹۰۴ء کو پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور نماز میں سرور اور لذت کے لئے درخواست دعا کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

”دعا کرتے رہو اور کراتے رہو۔ ایک کارڈ روزانہ لکھ دیا کرو کہ دعا یاد آ جایا کرے۔ طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے اور اسی کا نام نفس لوامہ ہے کہ طبیعت آرام چاہتی ہے اور محبوبات نفسی کی طرف کھچی جاتی ہے مگر وہ بزور اسے مغلوب کر کے خدا کے احکام کے ماتحت چلا جاتا ہے اس لئے اجر پاتا ہے“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۹۳)

قربانیوں کی عید ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ اور اس کے دین کیلئے خدا کے نام کو بلند کریں

ایسے نوجوان تیار ہوں جو اپنی زندگیاں میرے سامنے وقف کریں اور میری ہدایت کے ماتحت کام کریں

......سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کا خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ ۹ جولائی ۱۹۵۷ء......

یہ عید قربانیوں کی عید ہے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یاد میں ہے۔ مَیں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی یہ نہیں تھی جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ انہیں ذبح کرنے کیلئے حضرت ابراہیمؑ نے زمین پر لٹا دیا۔ لیکن بعد میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر آپ نے ذبح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور الٰہی اشارہ کی بنا پر ان کی جگہ ایک بکرا ذبح کر دیا۔ مَیں بارہا بتا چکا ہوں کہ درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وادیٔ مکہ میں چھوڑ آنے کے متعلق یہ رؤیا دکھائی گئی تھی۔ کیونکہ ایک بے آب و گیاہ وادی میں بیٹھ جانا بھی بڑی قربانی ہے۔ جیسے شروع شروع میں ربوہ میں کچھ آدمی خیمے لگا کر بیٹھ گئے تھے تا کہ اسے آباد کیا جائے وہ آدمی درحقیقت اس وقت اسمٰعیلی سُنّت کو پورا کر رہے تھے۔ وہ صرف اس لئے یہاں بیٹھ گئے تھے کہ آئندہ یہاں ربوہ آباد کیا جائے گا۔ اگر وہ قربانی نہ کرتے اور ربوہ آکر خیمے لگا کر نہ بیٹھ جاتے تو نہ یہ شہر بنتا، نہ سڑکیں بنتیں، نہ بازار بنتے۔ نہ مکانات بنتے اور یہ جگہ پہلے کی طرح چٹیل میدان ہی رہتی۔

امریکہ میں جو فری تھنکنگ (Free Thinking) کی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ اس کا بانی ایک فرانسیسی شخص تھا۔ اس نے اپنا قصہ یہ لکھا ہے کہ میں ایک دن اپنے باپ کے ساتھ ایک پادری کا وعظ سُننے گیا تو وہاں اس نے یہ کہا کہ ابراہیم بڑا نیک تھا اس نے خدا کی خاطر اپنے اکلوتے بیٹے کے گلے پر چُھری پھیر دی۔ وہ لکھتا ہے کہ اتفاق کی بات ہے کہ میں بھی اپنے باپ کا اکلوتا ہی بیٹا تھا، میں وہاں سے نکل کر بھاگا۔ میرے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میرے باپ کو یہ خطبہ پسند آگیا تو وہ کہیں میری گردن پر بھی چُھری نہ پھیر دے۔ میں سمندر پر گیا۔ وہاں ایک امریکہ جانے والا جہاز کھڑا تھا۔ میں اس میں گھس گیا اور کسی کونہ میں چُھپ کر بیٹھ گیا۔ اور اس طرح امریکہ پہنچ گیا۔ یہاں آکر میں نے یہ دہریوں والی تحریک جاری کی غرضیکہ حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کو غلط شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رؤیا کا یہ مطلب تھا کہ آپ اپنی مرضی سے اور یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ وادیٔ مکہ ایک بے آب و گیاہ جنگل ہے اور وہاں کھانے پینے کو کچھ نہیں ملتا۔ اپنی بیوی اور بچے کو وہاں چھوڑ آئیں۔ چنانچہ آپؑ نے ایسا ہی کیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے ہوئے تو آپؑ نے اپنی نیکی اور تقویٰ کے ساتھ اپنے گرد لوگوں کا ایک گروہ جمع کر لیا۔ اور انہیں نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات کی تحریک کر کے اور اس طرح عمرہ اور حج کے طریق کو جاری کر کے آپؑ نے مکہ کو آباد کرنا شروع کیا۔ ان قربانیوں کے نتیجہ میں صدیوں سے مکہ آباد چلا آتا ہے قریباً تین ہزار سال سے برابر خانہ کعبہ آباد ہے اور اس کا طواف اور حج کیا جاتا ہے۔ پس عید الاضحیہ کی قربانی بے شک اس قربانی کی یاد دلاتی ہے۔ مگر اس قربانی کی یاد نہیں دلاتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ظاہری شکل میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چُھری پھیر دی۔ درحقیقت قربانیوں کی عید ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ ہم خدا کی خاطر اور اس کے بعد دین کیلئے جنگلوں میں جائیں اور وہاں جا کر خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کریں اور لوگوں سے اس کے رسول کا کلمہ پڑھائیں جیسا کہ ہمارے صوفیاء کرام کرتے چلے آئے ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہماری قربانی حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے مشابہ ہوگی۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ قربانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی طرح ہو جائے گی۔ کیونکہ دلوں کی کیفیت مختلف ہوتی ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دل کی حالت اور تھی اور ہمارے زمانہ کے لوگوں کی دلوں کی حالت اور ہے۔ مگر بہر حال وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کے مشابہ ضرور ہو جائے گی۔ بس تم اپنے آپ کو اس قربانی کیلئے پیش کرو میرے نزدیک اس زمانہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کے مشابہ قربانی وہ مبلغ کر رہے ہیں جو مشرقی اور مغربی افریقہ میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں وہ غیر آباد ملک ہیں جن میں کوئی شخص خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام جانتا نہیں تھا۔ لیکن ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر انہیں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام بتا دیا۔ میں پہلے بھی ایک خطبہ میں بتا چکا ہوں کہ مغربی افریقہ کے ایک ملک میں عیسائیوں نے اپنے پریس میں احمدی اخبار چھاپنا بند کر دیا تو ہمارے مبلغ انچارج جماعت کا علیحدہ پریس لگانے کے سلسلہ میں چندہ اکٹھا کرنے کیلئے ایک جگہ گئے۔ وہاں انہیں ایک ایسا آدمی ملا جسے انہوں نے بڑی تبلیغ کی تھی مگر اس نے احمدیت قبول نہیں کی تھی بعد میں اس کے پاس ایک مقامی مبلغ پہنچا تو اس نے کہا تمہارے بڑے پاکستانی مبلغ نے بھی مجھے تبلیغ کی ہے لیکن اگر یہ دریا (وہ اس وقت ایک دریا کے کنارے جا رہے تھے) اپنا رُخ پھیر کر اُلٹی طرف چل پڑے تو یہ بات ممکن ہے۔ لیکن میرا احمدیت کو قبول کرنا ناممکن ہے۔ لیکن کچھ دن اس مبلغ کی صحبت میں رہنے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ احمدی ہو گیا ہمارے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ جب میں وہاں چندہ لینے گیا تو اتفاقاً وہ شخص اس شہر میں آیا ہوا تھا۔ وہ مجھے ملا اور کہنے لگا۔ آپ یہاں کیسے تشریف لائے ہیں۔ مَیں نے اسے اپنے آنے کا مقصد بتایا اور کہا کہ عیسائیوں نے اپنے پریس میں ہمارا اخبار شائع کرنے سے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر تمہارے خدا میں کوئی طاقت ہے تو اُسے چاہئے کہ وہ معجزہ دکھائے اور تمہارا اپنا پریس جاری ہو جائے پس میں اپنا علیحدہ پریس لگانے کیلئے چندہ اکٹھا کرنے آیا ہوں اس پر وہ احمدی دوست کہنے لگا۔ مولوی صاحب یہ تو بڑی بے غیرتی ہے کہ اب ہمارا اخبار ان کے پریس میں چھپے۔ آپ یہاں کچھ دیر انتظار کریں میں ابھی آتا ہوں۔ اس کا گاؤں قریب ہی تھا۔ وہ وہاں گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر اس نے پانچ سو پونڈ کی رقم مولوی صاحب کے ہاتھ میں دے دی اور کہا کہ پریس کے سلسلہ میں یہ میرا چندہ ہے۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مد میں ۲۵۰۰ پونڈ کے قریب چندہ جمع ہو چکا ہے اور اب سُنا ہے کہ پریس لگ رہا ہے یا کم از کم وہ انگلستان سے چل چکا ہے غرض ہمارے یہ مبلغ ایسے ممالک میں کام کر رہے ہیں جہاں جنگل ہی جنگل ہے۔ شروع شروع میں جب ہمارے مبلغ وہاں گئے تو بعض دفعہ انہیں وہاں درختوں کی جڑیں کھانی پڑتی تھیں۔ اور وہ نہایت تنگی سے گزارہ کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کی صحت خراب ہو جاتی تھی۔ گو اب ہمارے آدمیوں کے میل ملاپ کی وجہ سے ان لوگوں میں کچھ نہ کچھ تہذیب آگئی ہے۔ ان ممالک کو سفید آدمیوں کی قبر کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں کھانے پینے کی چیزیں نہیں ملتیں۔ جب سفید آدمی جاتے ہیں تو وہ مناسب خوراک نہ ملنے کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ پیچش وغیرہ بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں غرض اس زمانہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے زیادہ مشابہت ہمارے مبلغوں کو حاصل ہے جو اس وقت مشرقی افریقہ اور مغربی افریقہ میں کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ ملک اس وقت بھی جنگل ہیں اور دنیا میں کوئی اور ملک جنگل نہیں۔ امریکہ بھی آباد ہے یورپ بھی آباد ہے اور نڈل ایسٹ بھی اب آباد ہو چکا ہے۔ لیکن افریقہ کے اکثر علاقے اب بھی غیر آباد ہیں ان میں تبلیغ کرنے والوں کو بڑے بڑے لمبے سفر کرنے پڑتے ہیں اور بڑی جانکاہی کے بعد لوگوں تک اسلام پہنچانا پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ ملک ہمارے لئے رکھے تھے تا کہ ہمارے نوجوان ان میں کام کر کے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے مشابہت حاصل کریں۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نوجوان افریقہ کے جنگلات میں بھی کام کر رہے ہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ اس ملک میں بھی اس طریق کو جاری کیا جا سکے چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ خواہش پائی جاتی ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ کے نقشِ قدم پر چلیں تو جس طرح جماعت کے نوجوان اپنی زندگیاں تحریکِ جدید کے ماتحت وقف کرتے ہیں وہ اپنی زندگیاں براہِ راست میرے سامنے وقف کریں تا کہ میں ان سے اپنے طریق پر کام لوں کہ وہ مسلمانوں کو تعلیم دینے کا کام کر سکیں۔ وہ مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں۔ ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ویران نہیں لیکن

رُوحانیت کے لحاظ سے بہت ویران ہو چکا ہے۔

ہے۔ اور آج بھی اس میں چشتیوں کی ضرورت ہے سہروردیوں کی ضرورت ہے۔ اور نقشبندیوں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ لوگ آگے نہ آئے اور حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ اور حضرت فریدالدین صاحب شکر گنجؒ جیسے لوگ پیدا نہ ہوئے تو یہ ملک روحانیت کے لحاظ سے اور بھی ویران ہو جائے گا۔ جتنا مکہ مکرمہ کسی زمانے میں آبادی کے لحاظ سے ویران تھا۔ پس میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان ہمت کریں اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے لئے وقف کریں وہ صدر انجمن احمدیہ یا تحریکِ جدید کے ملازم نہ ہوں بلکہ اپنے گزارہ کیلئے وہ طریق اختیار کریں جو مَیں انہیں بتاؤں گا۔ اور اسی طرح آہستہ آہستہ دنیا میں نئی آبادیاں قائم کریں اور

طریق آبادی کا یہ ہوگا کہ وہ حقیقی طور پر تو نہیں ہاں معنوی طور پر وہ ربوہ اور قادیان کی محبت اپنے دلوں سے نکال دیں اور باہر جاکر نئے ربوے اور نئے قادیان بسائیں ابھی اس ملک کے کئی علاقے ایسے ہیں۔ جہاں میلوں میل تک کوئی بڑا قصبہ نہیں۔ وہ جاکر کسی ایسی جگہ بیٹھ جائیں اور حسبِ ہدایت لوگوں کو تعلیم دیں۔ لوگوں کو قرآن کریم اور حدیث پڑھائیں اور اپنے شاگرد تیار کریں جو آگے اور جگہوں پر پھیل جائیں۔اسی طرح سارے ملک میں وہ زمانہ دوبارہ آجائے گا۔ جو پُرانے صوفیاء کے زمانہ میں تھا۔

دیکھو ہمت والے لوگوں نے پچھلے زمانہ میں بھی کوئی کمی نہیں کی۔ یہ دیو بند ہے یہ ایسے ہی لوگوں کا قائم کیا ہوا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ کی ہدایت کے ماتحت یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اور آج سارا ہندوستان ان کے علم سے منور ہو رہا ہے۔

حالانکہ وہ زمانہ معین الدین صاحب چشتیؒ کے زمانہ سے کئی سو سال بعد کا تھا لیکن پھر بھی روحانی لحاظ سے وہ اس سے کم نہیں تھا۔ جب کہ ان کے زمانہ میں اسلام ہندوستان میں ایک مسافر کی شکل میں تھا۔ اس زمانہ میں بھی وہ ہندوستان میں ایک مسافر کی شکل میں ہی تھا۔ حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ نے اپنے شاگردوں کو ملک کے مختلف حصوں میں بھجوایا۔ جن میں سے ایک ندوہ کی طرف بھی آیا۔ پھر اُن کے ساتھ اور لوگ بھی مل گئے۔ اور ان سب نے اس ملک میں دین اسلام کی بنیادیں مضبوط کیں۔ اب چاہے ان کی اولاد خراب ہوگئی ہے (اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کو بچائے کہ وہ خراب نہ ہوں) لیکن ان کی اولادوں کی خرابی اُن کے اختیار میں نہیں تھی۔ انہوں نے تو جس حد تک ہو سکا دین کی خدمت کی بلکہ جہاں تک صلبی اولاد کا تعلق ہے مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی اولاد پھر بھی دوسروں سے بہت بہتر ہے۔ میں جب ندوہ گیا۔ تو مولویوں نے ہماری بڑی مخالفت کی مگر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بیٹے یا پوتے جو ان دنوں ندوہ کے منتظم تھے۔ انہوں نے میرا بڑا ادب کیا۔ اور مدرسہ والوں کو حکم دیا کہ جب یہ لوگ آئیں تو ان سے اعزاز کے ساتھ پیش آئیں۔ بعد میں انہوں نے میری دعوت بھی کی لیکن میں پیچش کی وجہ سے اس دعوت میں شریک نہ ہو سکا۔ میرے ساتھ اس سفر میں مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ، حافظ روشن علی صاحبؓ اور قاضی سید امیر حسین صاحب بھی تھے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ان کے اندر ابھی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی والی شرافت باقی تھی۔ اگر ان میں وہ شرافت نہ ہوتی تو ہمارے جانے پر جیسے اور مولویوں نے مظاہرے کئے تھے۔ وہ بھی مظاہرہ کرتے۔ لیکن انہوں نے مظاہرہ نہیں کیا۔ اور بڑے ادب سے پیش آئے اور بڑی محبت کے ساتھ انہوں نے ہماری دعوت کی اور استقبال کیا۔ بعد میں انہوں نے مولوی محمد عبید اللہ صاحب سندھی کو ہمارے پاس بھجوایا اور معذرت کی کہ مجھے پتہ لگا ہے کہ بعض مولویوں نے آپ سے گستاخانہ کلام کیا ہے۔ مجھے اس کا بڑا افسوس ہے۔ مَیں انہیں ہمیشہ ہی کہتا رہا کہ ایسا نہ کیا کریں۔ لیکن وہ سمجھتے نہیں اسی وقت مولوی عبید اللہ صاحب سندھی جو بڑے متمدن اور مہذب آدمی تھے ان کے مشیر کار تھے۔ اور وہ مولوی صاحب کا بڑا لحاظ کرتے تھے۔ اور انہیں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور ان کی باتیں مانتے تھے۔ لیکن اصل بات یہی ہے کہ ماننے والے کے اندر جب تک اطاعت کا مادہ نہ ہو تو چاہے اسے کتنا بڑا آدمی نہ مل جائے وہ مفید نہیں ہو سکتا۔ مولوی محمد قاسم صاحب کے یہ بیٹے یا پوتے جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے ان کا نام غالباً محمد یا احمد تھا۔ مولوی عبید اللہ صاحب سندھی انہیں ہمیشہ صحیح مشورہ دیتے رہتے تھے۔ اور ان سے ایسا کام لیتے تھے۔ جس سے اسلامی اخلاق صحیح طور پر ظاہر ہوں چنانچہ اس کا یہ نتیجہ تھا کہ انہوں نے میرا بڑا ادب کیا۔ اور دعوت کی اور بعد میں مولوی عبید اللہ صاحب سندھی کو میرے پاس بھیج کر معذرت کی کہ بعض مولوی نے آپ کے ساتھ گستاخانہ کلام کیا ہے۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ آپ اس کی پرواہ نہ کریں۔ تو ہماری جماعت کیلئے اس ملک میں بھی صوفیاء کے طریق پر کام کرنے کا موقعہ ہے۔ جیسا کہ دیوبند کے قیام کے زمانہ میں ظاہری آبادی تو بہت تھی۔ لیکن روحانی آبادی کم ہوگئی تھی۔ روحانی آبادی کی کمی کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے دیکھ لیا تھا کہ یہاں اب روحانی نسل جاری کرنی چاہئے تا کہ یہ علاقہ اسلام اور روحانیت کے نور سے منور ہو جائے چنانچہ انہوں نے بڑا کام کیا تھا۔ جیسے ان کے پیر حضرت سید احمد صاحب بریلوی نے بڑا کام کیا تھا اور جیسے ان کے ساتھی حضرت اسمٰعیل صاحب شہید کے بزرگِ اعلیٰ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے بڑا کام کیا تھا یہ سارے کے سارے لوگ اپنے زمانہ کیلئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ درحقیقت ہر زمانہ کا فرستادہ اور خدا تعالیٰ کا مقرب بندہ اپنے زمانہ کیلئے اسوہ حسنہ ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانہ کے لئے اسوہ حسنہ تھے۔ (باقی انبیاء اپنے زمانہ کیلئے اسوہ حسنہ تھے۔) سید احمد صاحب سرہندیؒ اپنے زمانہ کیلئے اسوہ حسنہ تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ اپنے زمانہ کیلئے اسوہ حسنہ تھے۔ اور حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ اپنے زمانہ کیلئے اسوہ حسنہ تھے پھر دیو بند کے جو بزرگ تھے۔ وہ اپنے زمانہ کیلئے اسوہ حسنہ تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک نیک ذکر دنیا میں چھوڑا ہے۔ اُسے یاد رکھنا چاہئے اور اس کی نقل کرنی چاہئے۔

سو آج بھی زمانہ ہے کہ ہمارے وہ نوجوان جن میں اس قربانی کا مادہ ہو کہ وہ اپنے گھر بار سے علیحدہ رہ سکیں۔ بے وطنی میں ایک نیا وطن بنائیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذریعہ سے تمام علاقہ میں نورِ اسلام اور نورِ ایمان پھیلائیں۔ اپنے آپ کو اس غرض کیلئے وقف کریں۔ میرے نزدیک یہ کام بالکل ناممکن نہیں۔ بلکہ ایک اسکیم میرے ذہن میں آرہی ہے۔ اگر ایسے نوجوان تیار ہوں جو اپنی زندگیاں تحریک جدید کو نہیں بلکہ میرے سامنے وقف کریں اور میری ہدایت کے ماتحت کام کریں۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ خدمتِ اسلام کا ایک بڑا موقعہ ہمارے زمانہ میں ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے زمانہ میں تھا۔ یا جیسا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ اور دوسرے صوفیاء و اولیاء کے زمانہ میں تھا''۔ (الفضل ۶ رفروری ۵۸ء)

نووان سالانہ مقابلہ مضمون نویسی

مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین و ناظمین اطفال کی آگاہی کیلئے اعلان ہے کہ ۹ ویں سالانہ مقابلہ مضمون نویسی مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت بابت سال ۰۴-۲۰۰۳ء کیلئے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مندرجہ ذیل عناوین کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

۱-سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک پہلو ۲-مجلس اطفال الاحمدیہ کے قیام کی غرض و غایت ۳-سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۴-علم کی اہمیت ۵-سچائی ہمارا اُصول ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ اطفال کو اس مقابلہ میں حصہ لینے کی تحریک کریں اور ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اطفال کو اس میں شامل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو ۔آمین

شرائط

۱-مضمون کسی بھی علاقائی زبان میں تحریر کیا جا سکتا ہے۔ ۲-مضمون کم از کم 3000 الفاظ میں مشتمل ہونا چاہئے۔ ۳-مضمون کاغذ کے دونوں طرف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں اور کاغذ کی پُشت پر نہ لکھیں۔ ۴-مضمون میں جو بھی عبارت بصورت واقعہ تحریر کی جائے وہ مستند ہونی چاہئے یعنی قرآن، حدیث، تاریخ و کتب بزرگان کے حوالہ جات مکمل اور صاف تحریر کئے جائیں اور کتب کا سنِ اشاعت بھی تحریر کیا جائے۔ ۵-مضمون کے ابتداء میں نام طفل، ولدیت، عمر، مجلس اور مکمل پتہ درج ہونا چاہئے۔ ۶-مضمون پر قائد مجلس کی تصدیق بے حد ضروری ہے۔ ۷-مضمون میں کسی بھی مقام میں سُرخ سیاہی کا استعمال نہ کریں۔ ۸-وہی مضمون قابل قبول ہوگا جس کے ساتھ تصدیق نامہ منسلک ہوگا۔ ۹-مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ ۲۵ راگست ۲۰۰۴ء ہے۔ ۱۰-مضمون میں اوّل، دوئم وسوئم آنے والے اطفال کو سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر نقد انعام اور سندات کامیابی دی جائیں گی۔ نیز مقابلہ میں حصہ لینے والے تمام اطفال کو شمولیت کی سند دی جائے گی۔ ۱۱-انعامی مضمون کے متعلق آخری فیصلہ مجلس کا ہوگا۔ ۱۲-قائد مجلس مقالہ کا جائزہ لیں اور ۲۰ نمبر اُن کے اختیار میں ہیں۔ (سیکرٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

اسلامی جہاد کی حقیقت

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۳ء

محمد حمید کوثر ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۔(الفرقان ۵۳)

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۔(البقرۃ:۲۵۷)

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (الانبیاء:۱۰۸)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

دین اسلام ایک مکمل و کامل دین ہے۔انسانی زندگی میں پیش آنے والے تمام حالات و مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔ یہ ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر میدان میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔اُسے یہ سکھاتا ہے کہ اُس کی پیدائش کی غرض کیا ہے اُس نے کس کی اور کیسے عبادت کرنی ہے۔اُسے اِس دنیا میں زندگی گزارنے کیلئے کون سے اصول وقوانین پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔اسلام اپنے متبعین کو یہ بھی بتاتا ہے کہ امن سے رہنے اور اُسے قائم رکھنے کے کیا اصول ہیں۔اور اِس سے بھی باخبر کرتا ہے کہ اگر کسی وقت تم پر جنگ مسلط کی جائے تو تمہیں اپنا دفاع کن حالات میں اور کن قوانین کو ملحوظ رکھتے ہوئے کرنا ہے۔ وہ آیات جو ابھی آپ نے سماعت فرمائیں اُن کا مطلب یہ ہے کہ ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اور اے مسلمان) تو انکار کرنے والوں کی بات نہ مان اور اس (قرآن) کے ذریعہ ان سے بڑا جہاد کر۔ دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں کیوں کہ ہدایت گمراہی کا باہمی فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے دنیا کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اسلام جارحیت اور کسی پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ صرف اپنے دفاع کی اجازت دیتا ہے وہ بھی اُس صورت میں جب کہ دشمن مسلمانوں پر حملہ کرنے میں پہل کرے اور مسلمان مظلوم ہوں (جیسا کہ فرمایا وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ(التوبہ ۱۳- بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۔الحج:۴۰)

یہ صرف نظریہ اور دعویٰ ہی نہیں، بلکہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ہمارے لئے ایک اسوہ اور نمونہ بنائے گئے تھے،انہوں نے اس پر عمل کر کے مسلمانوں کو سمجھایا کہ اُن کو اپنا دفاع ویسی حالت میں کرنا ہے۔ جس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹ر اپریل ۵۷۱ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے تھے۔اور جب آپ کی عمر قمری لحاظ سے چالیس سال کی ہوئی تو ۲۰ر اگست ۶۱۰ء کو آپ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔اور اس کے ساتھ ہی اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔اس کے بعد اہل مکہ کی طرف سے آپ پر اور آپ کے ماننے والوں پر مظالم کا سلسلہ شروع ہوا، جو دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ جو لوگ آپ کے پڑوس میں رہتے تھے اُن کا معمول تھا کہ آپ کے گھر میں پتھر پھینکتے دروازوں پر کانٹے ڈال دیتے۔ایک دفعہ جب آپ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے تو عقبہ بن ابی معیط نے آپؐ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اس قدر دبایا کہ آپ کا دم گھٹنے لگا۔حضرت ابوبکرؓ کو علم ہوا تو دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو اس بدبخت کے شر سے بچایا۔ اور ایک دفعہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور جب آپ سجدہ میں تھے آپ پر اونٹ کی گندی اوجھری لا کر رکھ دی۔ اور اس کے بوجھ سے اُس وقت آپ سر نہ اُٹھا سکے جب تک کہ بعض لوگوں نے پہنچ کر اس اوجھری کو آپ کی پیٹھ سے ہٹایا نہیں۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اسی طرح آپ پر ایمان لانے والے مسلمانوں پر بھی مظالم ڈھائے جاتے، جن کی داستان سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔حضرت بلالؓ، امیہ بن خلف نامی ایک مکی رئیس کے غلام تھے۔امیہ انہیں دوپہر کے وقت گرمی کے موسم میں مکہ سے باہر لے جا کر تپتی ریت پر ننگا کر کے لٹا دیتا تھا۔اور بڑے بڑے پتھر اُن کے سینے پر رکھ کر کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر۔ بلالؓ اس کے جواب میں اَحد اَحد یعنی اللہ ایک ہی ہے، اللہ ایک ہی ہے دہراتے جاتے۔ بار بار آپ کا یہ جواب سن کر امیہ کو اور غصہ آجاتا۔ اور وہ آپ کے گلے میں رسہ ڈال کر شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتا اور کہتا کہ ان کو مکہ کی گلیوں میں پتھروں کے اوپر گھسیٹے ہوئے لے جائیں۔ جسکی وجہ سے اُن کا بدن خون سے تربتر ہو جاتا۔مگر وہ پھر بھی اَحد اَحد کہتے چلے جاتے۔

بعض نادان مخالفینِ اسلام الزام لگاتے ہیں کہ اسلام تلوار کے بل بوتے پر پھیلایا گیا۔اُن کے الزام کی تردید بلالؓ کے اِسی ایک واقعہ سے ہو جاتی ہے۔کوئی مخالف بتائے وہ کون سی تلوار تھی جس کے زور پر بلالؓ کو اسلام میں داخل کیا گیا تھا۔اور وہ کون سی شمشیر تھی، جس نے اُن کو اتنے ظلم برداشت کرنے کا متحمل بنایا۔ مخالفین نہ جانے اس کا کیا جواب دیں؟ لیکن ہم جواباً عرض کرتے ہیں، کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی تلوار تھی، جس نے انہیں اسلام میں داخل کیا۔ حقیقت یہی ہے

محبت سے گھائل کیا آپ نے
دلائل سے قائل کیا آپ نے

بعض مخالفین اسلام کا خیال ہے کہ کیونکہ مکہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوت وطاقت حاصل نہ تھی۔ اس لئے آپ نے مقابلہ نہ کیا، یہ خیال غلط اور بے بنیاد ہے۔ تاریخ میں آتا ہے کہ مکہ میں مظلومیت کے ایام میں، آپ کے ایک ماننے والے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور چند دوسرے مسلمانوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ جب ہم مسلمان نہ تھے تو معزز تھے اور کوئی ہماری طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اب یہ کفار ہم کو کمزور اور بزدل سمجھنے لگے ہیں ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان کا مقابلہ کریں اور انہیں سبق سکھائیں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا؟ اِنِّیْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے معاف کرنے کا حکم ہے۔ پس میں تم کو لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ (تلخیص الصحاح ج ا صفحہ ۱۵۲)۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم کے مطابق تیرہ سال تک ظالموں کے ظلموں کا مقابلہ صبر اور دعا سے کیا۔ آخر وہ دن آیا، جب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے ظالموں کے ظلم سے تنگ آ کر اپنے آبائی وطن مکہ کو چھوڑ دیا اور یثرب (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت فرما گئے، مگر مکہ کے دشمنان اسلام نے وہاں بھی آپ کا پیچھا کر کے مسلمانوں کو ہلاک و تباہ کرنے کی کوششیں کیں۔ پندرہ سال مسلسل ظلم سہنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اجازت دی کہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا. وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ. الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ. (الحج:۴۰ ۲۲:) اُن لوگوں کو جن کے خلاف لڑائی کی جارہی ہے لڑائی کی اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

اس الٰہی اجازت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے اپنے دفاع کیلئے لڑائیاں لڑیں۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ ہمارے آقا نے کبھی کسی پر حملہ کرنے میں پہل نہیں کی۔ اور کسی کو بلاوجہ جانی و مالی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ہمارے ملک بھارت میں شری رام چندر جی مہاراج نے امن و شانتی کا قیام فرمایا۔ مگر آپ کو بھی حالات نے اس حد تک مجبور کر دیا، کہ آپ نے لنکا پر حملہ کر کے راون کو ہلاک کیا، اور اُس کا ناش کیا۔ اور آج تک ہمارے ہندو دوست دسہرہ کے موقعہ پر ''راون'' کے پتلے کو تیر مارتے اور جلاتے ہیں۔ اگر سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے زمانے کے ''راونوں'' سے اپنے آپ کو اور انسانیت کو بچانے کیلئے اُن کا مقابلہ کیا، یا اُن کے خلاف چھوٹا جہاد (جہاد اصغر) کر کے ہلاک کیا تو اس میں کون سی حیرت وتعجب کی بات ہے؟

اسی طرح شری کرشن جی مہاراج کے حکم پر ہی کوروکشیتر کے میدان میں اٹھارہ دن مہابھارت کی جنگ لڑی گئی، جب ارجن اپنی کمان پھینک کر بے دل ہو کر بیٹھ گیا، اور جنگ سے انکار کر دیا۔ تو شری کرشن جی مہاراج نے اُسے جنگ کی تعلیم دی۔ باوجود اس کے کہ اس کے مخالفین میں اس کے قریبی رشتے دار اور محترم استاد درونا چاریہ بھی شامل تھے۔ اگر اسی طرح کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو اپنے دفاع کیلئے دی تو اس میں باعثِ اعتراض کیا ہے؟

مذہب ''اسلام'' سلامتی فراہم کرنے والا مذہب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ (مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے امن پسند لوگ محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے مال اور جانیں محفوظ رہیں۔ اسلام کے بانی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اسلام کی بنیادی تعلیم لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ہے، یعنی دین کے معاملے میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکھف ۳۰:۱۸) جو چاہے مان لے جو چاہے انکار کر دے۔ اگر کوئی اسلام کو قبول نہیں کرتا تو اُسے کہہ دو لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے۔

افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ اسلام جو امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ اور وہ رسول جسے اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر بھیجا مخالفین اسلام اور بعض مستشرقین کی طرف سے اس مذہب کو دہشت پیدا کرنے والا خون بہانے والا مذہب ثابت کرنے کی

کوشش کیگئی، اور جہاد کی غلط اور من گھڑت تفسیریں کرکے اُسے بدنام کرنے کی کوششیں اب تک جاری ہیں۔

واضح ہو کہ جہاد عربی زبان کا لفظ ہے جو جَهَدَ سے بنا ہے، جس کے معنے مشقت برداشت کرنا ہے۔ اور جہاد کے معنے ہیں، کسی کام کے کرنے میں پوری کوشش کرنا اور کسی قسم کی کمی نہ چھوڑنا۔ ہم اردو میں بھی کہتے ہیں جدو جہد کرنا۔ قرآن مجید اور احادیث میں جہاد کی بہت سی قسمیں بیان ہوئی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم اَنَّهٗ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ غَذْواتهٖ فقال رَجَعْنَا مِنَ الجهاد الاَصْغرِ الى الجهاد الاَكْبَرِ قِيلَ يَارسولَ اللّٰه وما الجهاد الاَكْبَرُ قَالَ وهي مُجَاهِدةُ النفس (ردالمختار علی الدر المختار جلد۳ صفحہ ۲۳۵)

ایک دفعہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہم سب سے چھوٹے جہاد یعنی جنگ سے واپس آرہے ہیں اور سب سے بڑے جہاد (جہاد اکبر) یعنی مجاہدہ نفس کی طرف جارہے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِی طَاعَةِ اللّٰهِ (مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان) مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالتا ہے۔

سامعین کرام! پہلے درجے کا جہاد وہ ہے جو انسان اپنے نفس کے خلاف کرتا ہے۔ اسلام میں سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں اور پاپوں سے بچائے، نیک اور اچھے کام کرے۔ اور جب ایک مسلمان اپنے آپ کو پاک کر لیتا اور باعمل بن جاتا ہے تو اُسے دوسرے درجے کا جہاد (جہاد کبیر) کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ فرمایا جَاهِدْهم بِهٖ جِهَاداً كَبِيْراً (الفرقان ۲۵:۵۳) تو قرآن مجید کی تعلیمات کو دوسروں تک پیار و محبت دلائل و براہان سے پہنچا۔ جماعت احمدیہ کے اکثر افراد بفضلہٖ تعالیٰ دن رات جہاد کبیر میں مصروف ہیں۔ تیسرے درجے کا جہاد سب سے چھوٹا جہاد (جہاد اصغر) کہلاتا ہے۔ یہ صرف اُس وقت کرنے کی اجازت ہے جب کہ مسلمان پر رَبُّنَا اللّٰهُ کہنے کی وجہ سے ظلم کئے جائیں۔ اور ایسی حالت میں اگر مسلمان چھوٹا جہاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ۔ (یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے) آج کے جو مسلمان اور اُن کے مولوی جہاد، جہاد کا نعرہ لگا کر معصوم انسانوں کو قتل کرتے اور کرواتے ہیں۔ اِس کا اُس جہاد سے دور کا بھی تعلق نہیں جسے قرآنی جہاد کہا جاتا ہے۔ اگر یہ قرآنی جہاد ہوتا تو ضرور اللہ تعالیٰ انہیں غلبہ و فتح عطا کرتا۔ پچھلے ایک سو سال میں اُن کی ہر میدان میں شکست و ہزیمت اس بات کا واضح اشارہ ربانی ہے کہ یہ قرآنی جہاد نہیں۔ اگر یہ وہ ہوتا تو انہیں ضرور فتح نصیب ہوتی۔ پھر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے۔ مسلم و مومن وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگوں کے جان و مال محفوظ رہیں۔ اگر آج اپنے آپ کو مسلمان مومن کہلانے والوں کے ہاتھوں کہیں معصوم انسانوں کا قتل ہوتا ہے تو وہی بتائیں کہ اِس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مطلب ہے؟ پس ثابت ہوا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مسلمان اور مومن تو ایسا کرے گا نہیں۔ اگر کوئی کرتا ہے تو پھر وہ کسی اسلام دشمن طاقتوں کے اشارے پر اسلام اور حقیقی مسلمانوں کو بدنام کرنے کیلئے ایسا کرے گا۔

یہ بات بھی درست ہے کہ پچھلی صدی میں دنیا کے بعض ملکوں اور علاقوں میں یاجوج و ماجوج اور دجال کی سیاست اور خود مسلمانوں کی اپنی غلطیوں کے نتیجہ میں مسلمان دوسری قوموں سے برسر پیکار رہے ہیں وہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ واضح ہو، کہ یہ سب کی سب سیاسی لڑائیاں جھگڑے قتل و غارت ہے۔ ان کا اسلام اور قرآن سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ اور اگر انہیں کوئی اسلام کی طرف منسوب کرتا ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کی پرامن تعلیمات کے ہوتے ہوئے، جہاد کا غلط مفہوم مسلمانوں میں کہاں سے سرایت کر گیا۔ اگر تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو اس سوال کا جواب آسانی سے مل جائے گا۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں اسلام کی غیر معمولی ترقیات کو دیکھ کر دشمنان اسلام سمجھ گئے، کہ اب اسلام کا مقابلہ ہمارے بس کی بات نہیں رہی۔ دوسری طرف وہ اسلام کو تباہ برباد اور ناکام و بدنام کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں میں شامل ہو کر کچھ غلط عقائد مسلمانوں میں پھیلانا شروع کئے، مثلاً یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور دوبارہ نازل ہوں گے، ہر قسم کی نبوت و وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اسلام نے جہاد کے ذریعہ قتل اور سفا کی کی تعلیم دی ہے۔ وغیرہ۔ کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں کو تورات میں یہ حکم دیا گیا تھا:

”جب خداوند تیرا خدا اُسے (یعنی کسی شہر کو) تیرے قبضے میں کردے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر، مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو جو جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لئے لے لے“۔ (استثناء ۲۰ صفحہ ۱۴-۱۳)

ان قوموں کے شہروں میں جنہیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے۔ کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا نہ چھوڑیو“ (استثناء ۱۶-۲۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انجیل میں فرمان ہے ”یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں، صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں“۔ (متی ۱۰-۳۴)

جب یہود اور عیسائیوں نے دیکھا کہ تورات و انجیل میں تو انتہائی جارحانہ اور ظالمانہ تعلیمات دی گئیں ہیں اور اس کے مقابل قرآن کریم میں انتہائی متوازن اور پرامن تعلیمات دی گئیں ہیں۔ تو انہوں نے جہاد کے لفظ کی غلط تفسیر مسلمانوں میں پھیلانا شروع کی، اور دوسری طرف مطلب پرست مسلمان کہلانے والے بادشاہوں کو اپنی سلطنتوں کی وسعت کیلئے ”جہاد“ کی غلط تفسیر کی ضرورت تھی، چنانچہ انہوں نے اپنے زمانے کے علماء کے ذریعہ غلط تفسیر کو خوب رواج دیا، گویا دشمنانِ اسلام کی طرف سے جھوٹ کی مردہ لاش کو علماء کی طرف سے کفن مل گیا۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ آج ”جہاد“ کی غلط تفسیر کو ہی اصل تفسیر سمجھ کر اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کردی گئیں۔

اس غلط فہمی، اور اس طرح کی اور بہت سی غلط فہمیوں کے ازالے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر بھیجا۔ اور انہوں نے اعلان فرمایا:

”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے۔ اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول اللہ کو نہیں دیئے گئے۔ لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے“۔

(مجموعہ اشتہارات ج۳ صفحہ ۲۹۵-۲۹۶)

واعلموا ان وقت الجهاد السيفی قدمضٰی ولم یبق الاجهاد القلم والدعا و آیات عظمی“

یعنی جان لو کہ اب جہاد بالسیف کا وقت نہیں ہے بلکہ قلم اور دُعا اور بڑے بڑے نشانات کے ذریعہ جہاد کرنے کا زمانہ ہے۔

”وفی هذه الايام و اُمرنا ان نعد للكافرين كما يعدون لنا. ولا نرفع الحسام قبل ان نقتل بالحُسام“. (صفحہ ۱۹)

اب جہاد کے اسباب باقی نہیں رہے، اور ہمیں حکم ہے کہ ہم انکار کرنے والوں کے مقابل پر ویسی ہی تیاری کریں جیسی وہ ہمارے مقابل پر کررہے ہیں۔ اور اُس وقت تک ہرگز تلوار نہ اُٹھائیں جبتک ہم تلوار کے ذریعہ قتل نہ کئے جائیں (یا تلوار کے ذریعہ ہم سے لڑا نہ جائے)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب التواء جہاد بالسیف کا اعلان فرمایا تو مولویوں اور علماء نے آپ کے خلاف کفر کے فتوے لگائے۔ اور بہت برا بھلا کہا۔ مگر تصرف الٰہی دیکھئے کہ آہستہ آہستہ حالات نے مسلمانوں کی اکثریت کو وہی عقیدہ و مؤقف اختیار کرنے پر مجبور کردیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا تھا۔

چنانچہ جلالۃ الملک شاہ فیصل نے ۱۳۸۵ ھجری حج کے موقعہ پر رابطۃ العالم الاسلامی مکہ مکرمہ کے اجتماع میں فرمایا: انكم ايها الاخوة الكرام مدعوون لترفعوا على الجهاد فی سبيل الله. وليس الجهاد هو فقط حمل البندقية او تجريد السيف و انما الجهاد هو الدعوة الى كتاب الله و سنّة رسوله و التمسّک بها والمثابرة على ذلک مهما اعترضتنا المشاكل او المصاعب او المتاعب

(ام القریٰ مکۃ معظمۃ ۲۴ راپریل ۱۹۶۵ء)

اے معزز بھائیو! تم سب کو جہاد فی سبیل اللہ کا علم بلند کرنے کیلئے بلایا گیا ہے۔ جہاد صرف بندوق اٹھانے یا تلوار لہرانے کا نام نہیں، بلکہ جہاد تو اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دینے، ان پر عمل پیرا ہونے اور ہر قسم کی مشکلات دقتوں اور تکالیف کے باوجود استقلال سے اس پر قائم رہنے کا نام ہے۔

ایک زمانے میں جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا کہ یہ زمانہ قلمی جہاد کا ہے اس زمانے میں کتاب اللہ قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے احیاء کو بذریعہ تحریری و تقریری دلائل ثابت کرنے کی ضرورت ہے تو اس پر طعن و تشنیع کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ اسی طرح کا اعلان مکہ مکرمہ سے شاہ فیصل کرنے پر مجبور ہوئے۔

یہاں اختصار سے ایک اور بات کا ذکر بھی بہت ضروری ہے۔ آج کل دنیا میں گویا یہ ایک فیشن بن گیا ہے کہ، اگر دنیا کے کسی کونے میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہو جائے تو اُسے ہمارے ملک اور دنیا کے بعض اخبارات اور نشریاتی ادارے فوراً

اسلامک دہشت گردی کا نام دے دیتے ہیں۔ ایسی اخبارات پر حیرت ہوتی ہے، اگر کسی دوسرے مذہب کے لوگ اسی قسم کی کارروائیاں کریں، تو اُن کی کاروائیاں اُن کے مذہب کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر اگر امریکہ ہیروشیما ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے یا امریکہ و برطانیہ افغانستان اور عراق پر بم باری کریں تو اس کاروائی کو مسیحی دہشت گردی نہیں کہا جاتا۔ اگر جنرل ڈائر جلیانوالا باغ میں سینکڑوں بھارتیوں کو گولیوں سے بھون دے تو اسے بھی عیسائی دہشت گردی کا نام نہیں دیا جاتا۔ اگر یہود عربوں کے گھروں کو تہس نہس کر دیں تو اِسے بھی یہودی دہشت گردی نہیں کہا جاتا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان اسلام دشمن طاقتوں کے اشارے یا اپنی بے وقوفی سے اس قسم کی کاروائی کرتا ہے تو اُسے اسلام کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ دشمنانِ اسلام نے اسلام کو بدنام کرنے کیلئے مسلمانوں کے علماء سے اپنے مفاد اور مطلب کے مطابق فتوے جاری کروائے۔ حیرت کی بات ہے یہ کاروائی آج کے دور میں بھی جاری ہے۔ سماعت فرمایئے جالندھر سے شائع ہونے والے روزنامہ ہند سماچار کی خبر:

”امریکہ پر ۱۱ر ستمبر کے حملوں کے بعد سی آئی اے نے عرب دنیا میں امریکی مخالف جذبات کو سرد کرنے اور اعتدال پسندی کی تبلیغ کرنے کیلئے ملاؤں کو خریدا اور نقلی علماء کھڑے کئے یہ بات ایک نئی کتاب.....سی آئی اے اور ایف بی آئی کے بارے میں کئی کتابوں کے مصنف اور ایک محقق رپورٹر رونالڈ کیسلر نے کہی ہے.....کیسلر نے بتایا کہ سی آئی اے نے ملاؤں کو فتوے جاری کرنے کیلئے پیسہ دیا“۔ (ہند سماچار جالندھر ۲۹ر ستمبر ۲۰۰۳ء)

۱۹۸۰ء کے دھاکے میں جب افغانستان پر روسی قبضہ تھا تو یہی امریکہ تھا جس نے مسلمانوں کو روس کے خلاف جہاد کرنے کی ترغیب دی۔ اُس وقت جہاد کے حق میں فتوے دلوائے تھے۔

سامعین کرام! آپ نے اندازہ لگالیا، کہ دشمنانِ اسلام، اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کیلئے مسلمان کہلانے والے علماء کو ہی لالچ و رشوت دے کر اپنا آلہ کار بناتے اور نقلی علماء کھڑے کرتے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمان ان علماء کے فتووں پر عمل کرتے ہیں۔ اور بعض اپنی سادگی اور نادانی میں جہاد کا نام سنتے ہی دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بدنامی اور مظلومیت دیکھ کر احمدی مسلمان کا دل تڑپ اٹھتا ہے۔ مسلمان جتنا چاہیں جماعت احمدیہ پر مظالم کے پہاڑ ڈھالیں، مگر ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تعلیم کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوی حب پیمبرم

اے میرے دل یہ جو مسلمان تیری مخالفت و دشمنی کر رہے ہیں آخر تیرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا دعوی کرتے ہیں، اس محبوب رسول ﷺ کی خاطر ہی ان سے بھلائی کا سلوک کرتا چلا جا۔

اس تعلیم کی بناء پر ہم اُن مسلمانوں سے جو دنیا کے کسی بھی خطے میں جہاد کے نام پر کوئی بھی ایسا کام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہو اور اسلام کو بدنام کرنے کا باعث ہو رہا ہو چھوڑنے کی درخواست کرتے ہیں، اور مسلمانوں پر آنے والے مصائب کی حقیقی وجہ تلاش کر کے اس کے ازالہ کی طرف متوجہ ہونے کی اپیل کرتے ہیں ان مصائب کی جو وجہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بیان فرمائی تھی، وہی حقیقی وجہ اور وہی حقیقی علاج ہے۔ حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

”میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ادبار اور تنزل کا دور اور یہ بار بار کے مصائب حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کا نتیجہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اس لئے آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ خدا نے جسکو بھیجا ہے اسکو قبول کرو۔ وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر اس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جس کا سر باقی نہ رہا ہو۔ جس میں بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں۔“ (خطبہ جمعہ ۳ اگست ۱۹۹۰ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اِنـمـا الامـامُ جنـةٌ يُقَاتَلُ من وَرائِهِ وَيُتَّقى بِه (مسلم کتاب الامارۃ) یقیناً امام ڈھال ہوتا ہے، ان کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے، اور اُس کے ذریعہ محفوظ رہا جاتا ہے۔

اس فرمان رسول ﷺ کے مطابق کوئی جہاد بھی ”امام“ یعنی ڈھال کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اُس ڈھال کے پیچھے آنے کی توفیق بخشے جسے اللہ تعالیٰ نے عصر حاضر میں ان کیلئے مہیا فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ دنیا کے ہر انسان کو چاہے اُسکا تعلق کسی بھی مذہب و علاقے سے ہو سیدنا حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے الفاظ میں یہ پیغام دیتی ہے کہ ”ہماری طرف سے صلحکاری اور امان کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے“ ”میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر“ (اربعین روحانی خزائن ج ۱۷ صفحہ ۳۴۴) ”وہ کام جس کیلئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے، وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو چکی ہے۔ اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ (لیکچر اسلام صفحہ ۳۴)

دُعا ہے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دنیا کے ہر علاقے میں صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کرتے ہوئے انسان اور انسان کے درمیان محبت و پیار پیدا کرنے کا عظیم جہاد، اُس وقت تک کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے جب تک دنیا کے ہر انسان کی روح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ دہرانے لگے۔

بتاؤں تمہیں کیا، کہ کیا چاہتا ہوں
ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں
مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

اے اللہ ہماری دُعا قبول فرما۔ آمین

۱۹۰۴ء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماموریت کا ۲۳واں سال

اہم تاریخی واقعات

۱۲ جنوری-مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں حضور گورداسپور تشریف لے گئے۔

۱۵ جنوری-حضور کی قادیان واپسی۔

۲۳ جنوری-امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی نے مسلمانوں کی تباہی کی پیشگوئی کی۔

فروری-مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو قید کرنے کی سازش کی گئی مگر ناکام رہی۔

۱۴ مارچ- کشمیر کے اولین احمدی حضرت راجہ عطا محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات۔

۱۰ اپریل-مقدمہ کرم دین کے جج لالہ چندولال جو حضرت مسیح موعودؑ کے سخت معاند تھے کے عہدہ میں حکومت نے تنزلی کر دی۔

۱۱ اپریل-لالہ چندولال کے بعد لالہ آتمام رام نے کرم دین کے مقدمہ کی سماعت شروع کی۔

۲۹ اپریل-حضورؑ کو الہام ہوا کہ ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت یہ الہام ۱۹۰۵ء اور پھر ۱۹۵۰ء میں پورا ہوا۔

۵ مئی-حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی۔

مئی-لالہ آتمام رام نے حضرت مسیح موعودؑ کو تکلیف دینے کیلئے مقدمہ کی تاریخیں اتنی قریب قریب مقرر کیں کہ حضورؑ کو مئی سے جولائی تک متعدد بار گورداسپور کا سفر اختیار کرنا پڑا۔

یکم جون-حضورؑ کو الہام میں سخت زلازل آنے کی اطلاع دی گئی۔

۲۵ جون-حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے بارہ میں حضورؑ کا الہام ہے ”دخت کرام“۔

۲۱ جولائی-حضرت مسیح موعودؑ نے ایک عرصہ کے بعد گورداسپور میں نماز ظہر و عصر جمع اور قصر کر کے پڑھائیں ۲۰ مقتدی آپ کے ساتھ تھے جن کے نام تاریخ میں محفوظ ہیں۔

۱۳ اگست-مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں لالہ آتمام رام کی عدالت میں جلد جلد پیشیوں کی وجہ سے حضور نے گورداسپور میں طویل قیام کا فیصلہ کیا اور اکتوبر تک وہیں ٹھہرے رہے۔

۲۰ اگست-حضور گورداسپور سے لاہور تشریف لے گئے۔

۲۱ اگست-لاہور میں حضور کا نماز ظہر کے بعد لیکچر۔

۲۸ اگست-حضور نے صبح سات بجے لاہور میں لیکچر دیا اس میں پندرہ سو آدمی شریک ہوئے۔

۲ ستمبر-نماز جمعہ کے بعد حضور نے لاہور میں لیکچر دیا۔

۳ ستمبر-حضور کا تحریری لیکچر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھ کر سنایا جو ۳ گھنٹہ پر مشتمل تھا۔ حضور نے بھی مختصر خطاب فرمایا۔ یہ لیکچر ایک رسالہ کی شکل میں شائع کر دیا گیا تھا۔ بعنوان ”اس ملک کے موجودہ مذاہب اور اسلام“۔

۴ ستمبر-حضور کی لاہور سے گورداسپور واپسی۔

ستمبر-لاہور میں حضور کے قیام کے درمیان بہائی مبلغ حکیم مرزا محمود زرقانی کی طرف سے مباحثہ کی دعوت۔ حضور کی طرف سے طریق فیصلہ مگر ان کا گریز۔

۲۵ ستمبر-امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی کی ذلت کا آغاز۔ اس کی پیدائش ناجائز نکلی اور اس نے ۲۵ ستمبر کو اعلان کیا کہ وہ چونکہ ڈوئی کا بیٹا نہیں اس لئے اس کے نام کے ساتھ ڈوئی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

۲۶ ستمبر-امریکہ میں مسٹر اینڈرسن حضرت مفتی محمد صادقؓ سے خط و کتابت کے بعد احمدی ہو گئے۔ حضور نے ان کا نیا نام ’احمد‘ تجویز فرمایا۔

باقی صفحہ: (16) پر

امن وسلامتی کے قیام کیلئے جماعت احمدیہ امریکہ کا جہاد

سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ واشنگٹن امریکہ

چرچوں کے ساتھ مختلف پروگرام

جس طرح پاکستان میں ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقہ کی مساجد میں نہیں جاتے نماز نہیں پڑھتے وغیرہ۔ کی ذہنیت رکھتے ہیں یہی حال یہاں پر ہے کہ ایک فرقہ کے عیسائی دوسروں کی عبادت گاہوں میں نہیں جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یہ توفیق دی کہ ہر ایک جگہ جا کر ان کی عبادت گاہوں کو دیکھا جائے کہ یہ کس طرح عبادت کرتے ہیں۔ چنانچہ سب نے مل کر پروگرام بنایا کہ ہر ایک پادری اپنے فرقہ کے عالم ۲۰-۲۵ افراد کو لے کر دوسروں کی عبادت گاہوں میں جائیں اس طرح ۲۰/ اکتوبر سے یہ پروگرام شروع ہوا۔ خاکسار چند دوستوں کے ہمراہ ایک جگہ گیا۔ وہاں پر مزید ۴ پادری بھی اپنے اپنے لوگوں کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ خاکسار نے بھی تقریر کی۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں انسانیت کے ساتھ پیار اور انسانیت کے احترام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حاضری ۸۰ کے قریب تھی۔ اسی طرح ۲۰/ اکتوبر کو شام کو ایک اور چرچ بھی جانے کا موقعہ ملا۔ ۲۵/ اکتوبر کو تمام چرچوں کے پادری صاحبان اپنے اپنے لوگوں کو لے کر مسجد بیت الرحمان میں آئے۔ یہ دن ان کیلئے مشکل تھا۔ کیونکہ جمعہ کا دن اور جمعہ کا وقت تھا۔ لوگ کاموں پر ہوتے ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۴۵ سے ۵۰ تک کی حاضری رہی۔ انہوں نے پورا وقت بیٹھ کر خطبہ سنا۔ خاکسار نے اسلام میں عبادت کا مفہوم سمجھایا۔ عبادت کا طریق اور عبادت کا فلسفہ سمجھایا انہوں نے نماز بھی دیکھی۔ نماز جمعہ کے بعد پھر ان کے ساتھ سوال و جواب بھی ہوئے۔ جس میں مسیح کی آمد ثانی کے بارے میں جماعت احمدیہ کا نظریہ۔

جہاد۔ عورت کا مقام۔ نماز کا طریق۔ مسجد کے بارے میں مختلف سوالات تھے۔

اگرچہ پروگرام اڑھائی بجے ختم ہونا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنا دلچسپ تھا کہ ساڑھے تین بجے ختم ہوا۔ الحمد للہ۔ لوگ جماعت کے تعارف پر مشتمل لٹریچر بھی ساتھ لے کر گئے۔

اس کے بعد جمعہ کی شام ۲۵ اکتوبر کو ہی ایک یہودیوں کی عبادت گاہ میں ہم گئے۔ جب کہ دوسرے پادری صاحبان بھی اپنے اپنے لوگوں کو لے کر پہنچے ہوئے تھے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی ان کی یہ سروس تھی۔ اس کے بعد سوال و جواب کا پروگرام تھا۔ خاکسار نے اُن کے ربائی سے چند سوالات کئے مثلاً آپ نے جتنی دُعائیں تو رات سے کی ہیں اس میں اسرائیل کا خدا۔ اسرائیل کا خدا کا ذکر تھا۔ ہمارا خدا کہاں ہے۔ ہم تو اسرائیلی نہیں ہیں۔ یا افریقہ کے لوگوں کا خدا کہاں ہے۔ وغیرہ۔ اس ربائی نے کہا ہمارے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ میں نے پوچھا آپ تبلیغ کرتے ہیں۔ کہنے لگا نہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ پھر آپ کا مذہب سب کیلئے نہیں ہے۔ جس طرح خدا سب کیلئے نہیں ہے صرف اسرائیل کا ہے۔ اسی طرح آپ کا مذہب بھی سب کیلئے نہیں ہے۔ ۲۶ اور ۲۷ اکتوبر کو بھی ہم اس طرح مختلف ۴ چرچوں میں گئے۔ اور ہر جگہ سوال و جواب کا موقع ملتا رہا۔ اور جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کا موقع ملا۔ ۲۷ اکتوبر کی شام کو ایک چرچ میں تاثرات بیان کرنے تھے۔ کہ جو لوگ مختلف عبادت گاہوں میں گئے ہیں اُن کے کیا تاثرات ہیں۔ یہ سن کر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں نے جمعہ کے دن کی مسجد بیت الرحمان میں عبادت کی اور پروگرام کی زیادہ تعریف کی۔ مثلاً

۱۔ مسجد صاف ستھری تھی۔ ۲۔ عبادت کے دوران خاموشی تھی جس سے عبادت کرنے کا لطف آتا۔ ۳۔ دوستانہ ماحول رہا۔ ۴۔ سوال و جواب زیادہ دلچسپ تھے۔ ۵۔ ضیافت بہت اچھی تھی۔

کونٹی ایگزیکیٹو کے آفس سے فون آیا کہ آج شام ایک چرچ میں Prayer ہو رہی ہے اور پریس کانفرنس ہو رہی ہے۔ آپ بھی آئیں خاکسار شام کو اس چرچ میں گیا۔ وہاں پر کونٹی کی اہم شخصیات سے ملاقات ہوئی۔ یہ پریس کانفرنس عالمی نوعیت کی تھی۔ اگرچہ لوکل اور نیشنل TV پر خبریں آئیں مگر بی بی سی اور CNN کے نمائندگان بھی تھے۔ اس موقعہ پر بہت سے لوگوں کے ساتھ تعارف کا موقعہ ملا۔ یہ خبر ساری جگہ نیشنل TV پر شام کو Live آئیں۔ الحمد للہ

اخبارات میں انٹرویو

علاقہ کے ۳ لوکل اخبارات

The Gazett

Montgomsy Journal

The Leader میں ہمارے انٹرویو اور پروگرام کے بارے میں اعلانات شائع ہوئے۔

کولمبیا یونین کالج کے ایک پروفیسر اپنے طلباء لے کر مسجد بیت الرحمان میں آیا۔ نماز عشاء سے قبل چھ بجکر پنتالیس منٹ پر وہ تشریف لائے۔ نماز عشاء کے بعد سوال جواب کا پروگرام ہوا۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ۹ بجے تک جاری رہا۔ بہت اچھا تاثر لے کر گئے۔ الحمد للہ۔ لٹریچر بھی لیا۔

یونین کولمبیا کالج کے ایک اور دوسرے پروفیسر بھی اپنے ۱۶ طلباء کو لے کر مسجد بیت الرحمان میں ۷ بجے تشریف لائے۔ اور 8:45 تک رہے۔ ان کے ساتھ بھی اچھا اور دلچسپ پروگرام رہا۔ لٹریچر بھی لے کر گئے۔

ایک امریکن ہماری ایک Inter Faith میٹنگ میں آئے تھے۔ وہ میری لینڈ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ انہوں نے یونیورسٹی میں خاکسار کو ''اسلام کا تعارف'' پر تقریر کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ خاکسار ۱۲ احمدی دوستوں کو ساتھ لے کر گیا۔

۹۰ سے زائد طلباء کو ایک گھنٹہ تک تقریر کے ذریعہ اسلام کا تعارف کرایا اس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک سوال و جواب ہوئے۔ سوال و جواب اتنے دلچسپ رہے کہ پروگرام ختم ہونے کے بعد بھی ۱۲ افراد پر مشتمل ایک گروپ کے ساتھ پون گھنٹہ مزید گفتگو اور سوال و جواب ہوتے رہے۔ ہم اس موقعہ کیلئے مختلف قسم کا لٹریچر لے کر گئے تھے۔

Under Standing Islam-۱

Jihad and Peace-۲

Why Islam-۳

What is Ahmadiyyat-۴

۵۔ ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں

۶۔ جلسہ سالانہ کا سووینئر

تمام پروفیسروں کو اہم اہم لٹریچر دیا گیا۔ طلباء نے بھی اپنی اپنی پسند کا لٹریچر از خود لیا

اس یونیورسٹی کا ایک اپنا ٹی وی چینل بھی ہے۔ اس کیلئے انہوں نے ہمارا سارا پروگرام ریکارڈ کیا۔

جلسہ پیشوایان مذاہب

۳/ نومبر کو مسجد بیت الرحمان میں جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کیا گیا۔ اس کیلئے خاکسار نے مکرم صدر جماعت میری لینڈ اور مکرم جنرل سیکرٹری صاحب میری لینڈ اور مکرم تبلیغ سیکرٹری صاحب کے ساتھ مل کر پروگرام بنایا۔ قریباً علاقہ کے تمام چرچوں سے رابطہ کیا گیا۔ خطوط لکھے گئے اور اخباروں میں ایڈ دیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ۲۲۵ سے زائد غیر مسلم شامل ہوئے صرف ایک چرچ کے پادری ۱۲۰ لوگ لے کر آئے تھے۔ باقی پادری صاحبان اور یہودی ربائی۔ سکھ نمائندے بھی اپنے اپنے لوگوں کے ساتھ تشریف لائے۔ اس پروگرام میں جو عیسائی پادریوں نے ایک ربائی ایک بدھ مت، ایک سکھ نے تقریر کی۔ مسلمانوں کی نمائندگی میں خاکسار نے تقریر کی۔ اس موقعہ پر عنوان یہ تھا کہ ''ہمسایوں کے حقوق'' "Duties towards Neighbour According to My Faith" خاکسار نے اپنی تقریر میں بعض سوالوں کو مد نظر رکھ کر بھی جواب دیئے کہ قرآن کریم کی تعلیمات بائبل سے نہیں لی گئیں۔ اور پھولوں کی مثال دیتے ہوئے بیان کیا کہ ہر اچھی تعلیم جو دوسرے مذاہب میں ہے قرآن کریم اس کو بھی بیان کر دیتا ہے۔ لوگوں نے اس مثال کو بہت پسند کیا۔ خاکسار نے قرآن کریم۔ اور حدیث نبویہ سے ہمسائیگی کے حقوق کے بارے میں وضاحت سے تعلیم بیان کی۔ الحمد للہ

انفرادی طور پر بھی اور پادریوں نے بھی اس میٹنگ کی کامیابی پر ہمیں خط بھی لکھے۔

ایک پاکستانی خاتون شاہدہ سلیمان صاحبہ بھی تشریف لائیں یہ ایک احمدی ڈاکٹر کی کلاس فیلو رہی ہیں ان کے خاوند یونائیٹڈ نیشن میں کام کرتے ہیں۔ احمدیت سے متعلق لٹریچر لے کر گئیں۔

۲ امریکن وائٹ۔ مسجد تشریف لائے آدھا گھنٹہ اسلام کے بارے میں مختلف سوالات کرتے رہے۔ لٹریچر بھی لے کر گئے۔

رمضان المبارک میں وائس آف امریکہ کی ایک نمائندہ رپورٹر وقت لے کر تشریف لائیں۔ ۵ بجے سے ۸:۱۵ تک رہیں۔ نمازوں میں درس میں شمولیت کی۔ مختلف احباب کا انٹرویو بھی لیا۔ جس میں صدر جماعت میری لینڈ چوہدری امجد صاحب، برادر پیر احمد صاحب اور خاکسار شامل تھے۔

ان کا یہ پروگرام دنیا کی مختلف ۵۴ زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ نشر کیا گیا اور نمائندہ رپورٹر Ms Mausa Farrey کے مطابق ان پروگراموں کو ۹۰ ملین لوگ سنتے ہیں۔ الحمد للہ کہ اس طرح اتنی بھاری تعداد میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔

اس رپورٹر سے رابطہ رکھا جا رہا ہے تاکہ مستقبل میں بھی ان سے کام لیا جا سکے۔

زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وائس آف امریکہ کے اس نمائندہ کو ہمارا پتہ چرچ کے ایک عیسائی نے دیا۔ یہ عیسائی ہماری میٹنگ جلسہ پیشوایان مذاہب میں شامل ہوا تھا۔ وائس آف

امریکہ کے نمائندہ اِن کو جانتے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ رمضان کے بارے میں ہم نے ایک پروگرام کرنا ہے تو مسلمانوں کے نمائندہ اور اُن کی کمیونٹی سے رابطہ کرنا ہے تو اس عیسائی نے فوراً ہمارا نام بتا دیا۔ اور انہوں نے ہم سے رابطہ کیا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے اس طرح سامان پیدا کر دیا۔ الحمدللہ

مسلم کمیونٹی سنٹر کے مسٹر صابر رحمان نے بھی بالٹی مور یونیورسٹی میں اسلام کے بارے میں تقریر کی تھی۔ خاکسار بھی موجود تھا۔ انہوں نے قرآن کریم کے بارے میں بڑا غلط تصور پیش کیا۔ خاکسار نے لوگوں کو اس بارے میں وضاحت کر دی تھی۔ خاکسار نے پھر ۴ صفحات پر مشتمل صابر رحمان کو خط لکھا اور اُن کی غلطیوں کی نشاندہی کی اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے بعض حوالہ جات جن میں قرآن کی عظمت بیان کی گئی تھی وہ انہیں بھجوائے۔ مزید احمدیہ لٹریچر بھی ارسال کیا گیا۔

ایک مقامی اخبار "دی گزٹ" کی نمائندہ نے بھی فون پر انٹرویو اور اس کے فوٹوگرافر نے آکر مسجد میں نمازیوں کی تصاویر لیں۔ اور شائع کی۔

اپنے علاقہ کے ۵ مربی کے ساتھ میٹنگ کی۔ **یہ میٹنگ** ایک گھنٹہ تک رہی اس دفعہ موضوع تھا۔ **"مختلف** مذاہب میں عبادت کا نقطہ نظر"

اس طرح ہمارے علاقہ کے ایک پادری نے Aspin Hill کے ۴ پادریوں کو مسجد دکھائی اور پھر خاکسار کے ساتھ اُن کی میٹنگ ایک گھنٹہ تک ہوئی۔

چرچ میں اذان اور تلاوت قرآن کریم

گذشتہ سال منٹگمری کونٹی کے ناظم اعلیٰ نے مسجد بیت الرحمان میں ساتویں سالانہ دعائیہ تقریب کا انتظام کرایا تھا۔ اس مرتبہ یہ ایک چرچ میں منعقد ہوئی۔ خاکسار کو اس میں شرکت کا دعوت نامہ ملا تھا اور پروگرام میں بھی ۲ جگہ نام درج تھا۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ آپ نے Call for Worship کرنی ہے۔ میں نے بتایا کہ ہم تو مسجد میں ۵ وقت عبادت سے پہلے جو Call کرتے ہیں وہ اذان کہلاتی ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو ہم اذان دینگے۔ اور پھر اس کا انگریزی میں ترجمہ پیش کر دینگے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔

چنانچہ خاکسار اپنے ساتھ مکرم نسیم عارف صاحب کو لے کر گیا۔ یہ اچھی طرح خوش الحانی سے اذان دیتے ہیں۔ جب مجھے بلایا گیا تو نسیم عارف صاحب نے اذان دی۔ اور خاکسار نے بعد میں انگریزی میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد مختلف مذاہب کے لوگوں نے اپنے اپنے رنگ میں دُعائیں کیں دوبارہ جب خاکسار ڈائس پر گیا تو سورۃ فاتحہ اور دیگر دعاؤں کے علاوہ عدل وانصاف کے بارے میں جو قرآنی آیات تھیں اُن کی ۴ منٹ تک تلاوت کی۔ اور ترجمہ پیش کیا۔

بعد میں ایک پادری نے کہا کہ اذان کا ترجمہ مجھے دے دیں کیونکہ یہ تو بہت ہی اچھا ہے۔ اور عالمگیر پیغام لگتا ہے میں اس کو اپنے بلٹن بورڈ پر لگواؤں گا۔

اس دعائیہ تقریب کے موقعہ پر لوکل حکومتی سطح کے نمائندے، مختلف مذاہب کے نمائندے، سکول کے طلباء موجود تھے۔ جن سے بعد میں تعارف ہوا۔ اور تمام اہم شخصیات کو مسجد کا بروشر اور دیگر لٹریچر بھی دیا۔ یہاں ہر کونسل ممبر کے نئے منتخب شدہ صدر سے بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی مسجد آنے کا وعدہ کیا۔ الحمدللہ۔ یہ ایک تاریخی بات تھی کہ چرچ میں اذان قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق ملی۔ جو سب نے پسند کی۔ الحمدللہ۔

نو منتخب شدہ لیفٹننٹ گورنر آف میری لینڈ کے اعزاز میں بالٹی مور میں ایک عشائیہ تھا۔ جس میں خاکسار کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ خاکسار اپنے ساتھ مکرم چوہدری امجد صاحب کو بھی لے کر گیا۔ اس موقعہ پر بھی حکومتی سطح کی چند اہم شخصیات تھیں جن کے ساتھ تعارف کا موقع ملا اور ان سب کو مسجد بیت الرحمان کا بروشر بھی دیا گیا۔

جب پروگرام شروع ہوا تو معززین کا تعارف بھی کرایا گیا۔ چنانچہ اس طرح جماعت احمدیہ کا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے تعارف ہوا۔ الحمدللہ

ایک ایسٹ افریقن خاتون مسجد تشریف لائیں۔ ان کے ساتھ تعارف اور اُن کو سواحیلی زبان میں لٹریچر پیش کیا گیا۔ اور خصوصاً نماز کے بارے میں بتایا گیا کہ ہم خدا تعالیٰ کی کس طرح عبادت کرتے ہیں۔

دعوت الی اللہ اور رابطوں کے پھل

یہ جو دعوت الی اللہ ہو رہی ہے اور رابطے بڑھ رہے ہیں اِن کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے نتائج نکل رہے ہیں۔ مثلاً

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے بارے میں رائے عامہ بہتر ہو رہی ہے۔

چرچ کے پادری اپنے چرچوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عزت اور احترام کے ساتھ لیتے ہیں نیز کہتے ہیں کہ جس طرح دیگر انبیاء پر الہام نازل ہوا۔ اسی طرح بانی اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اپنے چرچ میں دیگر عیسائیوں کے سامنے پادری کا یہ اعتراف بہت بڑی بات ہے۔

کونٹی کی سطح اور سٹیٹ آف میری لینڈ کی سطح پر حکومتی افسران کے ساتھ اور اُن کے دفاتر میں رابطے بڑھے ہیں اور مضبوط ہوئے ہیں۔

پریس کے ساتھ رابطہ مضبوط ہوا ہے۔ کونٹی، لوکل نیشنل سطح کے اخبارات میں ہماری بھی اب خبریں آنی شروع ہوئی ہیں۔

اب TV اور ریڈیو کے ساتھ رابطہ بڑھایا جارہا ہے کونٹی کی طرف سے جب پریس کانفرنس ہوئی ہے اور اسلام کی نمائندگی میں ہمیں بلاتے ہیں۔ کونٹی کا ایک TV چینل ہے جس پر اب تک ہمارے مختلف پروگرام جلسہ سالانہ کا دوسرے دن کا پروگرام اور ۲ پریس کانفرنس متعدد مرتبہ دکھا چکے ہیں۔

ایک موقعہ پر جماعت کے لوگ بھی تھے۔ اور پاکستان کمیونٹی کے لوگ بھی۔ وہاں پر تعارف کرانے والے نے جماعت کے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ مسلم کمیونٹی کے نمائندے ہیں۔ اور یہ پاکستانی کمیونٹی کے۔ جب ۳-۴ مرتبہ وہ ایسا کہہ چکا تو پاکستانی کمیونٹی کے آدمی نے کہا کہ جناب ہم بھی مسلمان ہیں اور یہ بھی پاکستانی ہیں۔

پولیس کے ساتھ بھی رابطہ بڑھا ہے۔

چرچوں میں جانے سے وہاں پر نہ صرف تقاریر کا موقع ملا۔ بلکہ اسلام کے خلاف جو نفرت تھی اس میں کمی واقع ہوئی ہے اور اُن کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا ہے۔ الحمدللہ

کالجوں یونیورسٹیوں، اسکولوں کے طلباء کی آمد پہلے سے زیادہ ہوئی ہے اور اس طرح ہمیں بھی طلباء کو خطاب کرنے کیلئے بلایا جارہا ہے۔

حکومتی سطح پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے (لوکل) امن کے بارے میں جماعت کی کوششوں کو سراہا جاتا ہے۔

ایک پادری نے لوکل اخبار میں بیان دیا کہ جماعت احمدیہ پُرامن جماعت اور کمیونٹی ہے۔

جلسہ پیشوایان مذاہب کیلئے ہمیں سپیکر بھی بڑی مشکل سے ملتا تھا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف سپیکر جاتا ہے بلکہ یہ لوگ اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر آتے ہیں جن سے بعد میں ہم رابطہ کرتے ہیں۔

پادری صاحبان اور علاقہ کے مذہبی لیڈر اپنے چرچوں اور عبادت گاہوں میں ہماری میٹنگز اور فنکشن کا اعلان کرتے ہیں اور اپنے نیوز لیٹر اور بلٹن میں خبریں دیتے ہیں تاکہ ان کے لوگ ہماری مسجد میں آکر پروگراموں میں شامل ہو سکیں۔

جو لوگ شامل ہوتے ہیں وہ واپس جاکر دوسرے لوگوں کو ہمارے نظریات اور کردار کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں جس طرح خاکسار ذکر کر چکا ہے کہ وائس آف امریکہ کے نمائندہ کو ہمارے بارے میں کس نے بتایا جو ہمارے پروگرام میں شامل ہو چکا تھا۔ الحمدللہ

دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں مؤثر رنگ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق دے اور اس کا بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

بقیہ صفحہ: 12

۱۸ اکتوبر۔ مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں لالہ آتما رام نے حضور کو جرمانہ اور قید کی سزا سنائی۔ حضور کو قید کرنے کی یہ سازش بھی ناکام ہوگئی۔ لالہ آتما رام کے دو بیٹے ۲۵ دن کے عرصہ میں مر گئے۔

۱۱ اکتوبر۔ حضور سفر گورداسپور کے بعد قادیان تشریف لائے۔

۲۷ اکتوبر۔ حضور سفر سیالکوٹ کیلئے قادیان سے روانہ ہوئے۔

۲۸ اکتوبر۔ جمعہ کے بعد بہت سے احباب کی بیعت اور حضور کی تقریر۔

۳۱ اکتوبر۔ حضور نے "لیکچر سیالکوٹ" تصنیف فرمایا، جو ۲ نومبر کو شائع ہوگیا۔

۲ نومبر۔ حضور کا لیکچر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔

۳ نومبر۔ لوگوں نے کثرت سے بیعت کی اور یہ تقریب کئی بار ہوئی اس کے بعد قادیان واپسی کا آغاز۔

۴ نومبر۔ حضور قادیان واپس پہنچے۔

۵ نومبر۔ لالہ آتما رام کے فیصلہ کے خلاف چیف کورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔

۱۶ نومبر۔ دوالمیال کا فقیر مرزا مسیح موعودؑ کے خلاف بدزبانی کی پاداش میں طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

۲۹، ۳۰۔ جلسہ سالانہ پر حضور کی تقاریر جو "حضرت اقدس کی تقریریں" کے نام سے شائع کی گئیں۔

۱۶ دسمبر۔ حضور نے مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں اپنے مخصوص عقائد کی فہرست عدالت میں داخل فرمائی۔

۲۶، ۲۷ دسمبر۔ جلسہ سالانہ۔ (مرتبہ حبیب الرحمٰن زیروی ربوہ)

تقریب شادی خانہ آبادی

خاکسار کے بڑے لڑکے سید عبدالمومن معلم ہریانہ کی تقریب شادی ۱۹ / اکتوبر ۲۰۰۳ء کو عزیزہ سیدہ طیبہ یاسمین سلمہا دختر مکرم سید کمال الدین احمد صاحب سونگڑہ کے ساتھ عمل میں آئی۔

عزیز کا نکاح جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۲۰۰۲ء کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعوض حق مہر ۲۱۱۰۱ روپے پر پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کیلئے باعث برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین (اعانت -/۵۰ روپے) سید عبدالمالک قادیان)

بقیہ صفحہ: ۱

عبادت کرو جو عبادت کا حق ہے نہ چھوٹے بُت نہ بڑے۔بُت نہ دلوں میں بسائے بُت تمہیں کسی طرح بھی میری عبادت سے روک نہ سکیں پھر والدین سے حسن سلوک کا حکم ہے کہ ان سے حسن سلوک کرو اس کا بھی مختلف جگہوں پر مختلف پیرایوں میں ذکر آیا ہے۔

پھر فرمایا کہ دو بنیادی باتیں ہیں جب تم میں پیدا ہوگئیں تو آگے ترقی کرنے کیلئے اور منازل بھی ہیں جو طے کرنی ہوں گی دین کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے کیلئے تم نے اور بھی اعلیٰ معیار دکھانے ہیں اگر یہ معیار قائم ہوگئے تو پھر تم حقیقی معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہو۔اور اگر یہ معیار قائم کر لئے اور اپنے اندر اعلیٰ اخلاق قائم کر لئے تو پھر تم نے مقصد پا لیا اور اللہ کے فضلوں کے وارث بنتے رہو گے اور اگر یہ اعلیٰ معیار قائم نہ کئے اور تکبر دکھاتے رہے اور ہر وقت اسی فکر میں رہے کہ اپنے آپ کو کسی طریق پر نمایاں کروں تو یاد رکھو یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں پھر تو تم حقوق العباد ادا کرنے والے نہیں ہوگے بلکہ اپنی عبادتوں کو بھی ضائع کرنے والے ہونگے۔

فرمایا وہ معیار کیا ہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ قائم کریں فرمایا وہ معیار یہ ہیں تم قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو قریبی رشتہ دار جو ماں باپ کی طرف سے تمہارے رشتہ دار ہیں تمہارے رحمی رشتہ دار ہیں پھر شادی شدہ لوگوں کے بیوی یا بیوی کے خاوند کی طرف سے رحمی رشتہ دار ہیں یہ سب قرابت داروں کے زمرہ میں آتے ہیں۔اور ان رشتوں سے حسن سلوک کا عورت و مرد کو یکساں حکم فرمایا جب عورت و مرد رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک کر رہے ہونگے ایک دوسرے کے قریبیوں سے اچھے اخلاق سے پیش آرہے ہونگے ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے تو ظاہر ہے کہ میاں بیوی میں بھی پیار و محبت کا تعلق خود بخود بڑھے گا ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی بھی پوری کوشش کریں گے فرمایا کہ قربت کے رشتوں کی حفاظت کر رہے ہوگے تو تم پھر میرے پسندیدہ ہوگے رحمی رشتوں کی حفاظت کرو گے تو میرے پسندیدہ ہوگے۔پھر فرمایا اپنے گھر میں ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے میں انسان غرق ہو جاتا ہے۔اور ارد گرد کی فکر نہیں رہتی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری پسندیدگی کے کچھ حصے تو تم نے حاصل کر لئے کچھ تو میری ہدایات پر عمل کر رہے ہو لیکن مومن کے معیار تو بہت بلند ہیں اس لئے حسن سلوک کی اور بہت منازل طے کرنی ہیں تب تم عباد الرحمن میں شامل ہو سکتے ہو۔جن میں ایک یہ ہے کہ یتیموں سے حسن سلوک کرو ان کا بھی خیال رکھو ان کو معاشرے میں محرومیت کا احساس نہ دلاؤ۔اور اس حدیث کو یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا ایسے ہے جیسے دو انگلیاں فرمایا اللہ کے فضل سے جماعت میں یتامیٰ کی خبر گیری کا بڑا اچھا انتظام موجود ہے مرکزی طور پر جو انتظام جاری ہے اس کا نام یکصد یتامیٰ کی سکیم ہے لیکن اسکے تحت سینکڑوں یتامیٰ بالغ ہو کر پڑھائی مکمل کر کے کام پر لگ جانے تک پوری طرح ان کو سنبھالا گیا اسی طرح لڑکیوں کی شادیوں تک کے اخراجات پورے کئے جاتے رہے اور جا رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے جماعت اس میں دل کھول کر امداد کرتی ہے اور زیادہ تر جماعت کے مخیّر دوست اس میں رقم دیتے ہیں جزاکم اللہ ان سب کا شکریہ۔

فرمایا اب میں باقی دنیا کے ممالک کے امراء کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامیٰ کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں پڑھائی نہ کر سکتے ہوں کھانے پینے کے اخراجات نہ کر سکتے ہوں پھر مجھے بتائیں۔خاص طور پر افریقن ممالک بنگلہ دیش ہندوستان ہے اس طرف کافی کمی ہے توجہ دینے کی ضرورت ہے تو باقاعدہ ایک سکیم بنا کر اس کام کو شروع کریں اور اپنے اپنے ملک کے یتامیٰ کو سنبھالیں۔مجھے امید ہے انشاء اللہ جماعت کے مالی لحاظ سے مضبوط حضرات اس نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو سنبھالنے کے جو اخراجات ہیں ان میں کبھی کوئی کمی پیش نہیں آئے گی لیکن امراء جماعت یہ کوشش کریں کہ یہ جائزے یہ تمام تفاصیل زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک مکمل ہو جائیں اور اس کے بعد مجھے بھجوائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ یتامیٰ کے حق ادا کر سکیں۔پھر فرمایا مسکین لوگوں سے بھی حسن سلوک کرو فرمایا ان میں تمام وہ لوگ آجاتے ہیں جن پر کسی بھی قسم کی تنگی ہے ان کی ضروریات پوری کرو اس کا بھی جائزہ ہر احمدی کو اپنے ماحول میں لیتے رہنا چاہئے مسکینوں سے صرف یہ مراد نہ لیں جو مانگنے والے ہیں مانگنے والے تو اپنا خرچ مانگ کر پورا کر لیتے ہیں فرمایا بہت سے ایسے سفید پوش ہیں جو تنگی برداشت کر لیتے ہیں لیکن ہاتھ نہیں پھیلاتے اور اس آیت کے مصداق ہوتے ہیں کہ لا یسئلون الناس الحافا۔ان کو پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کریں پھر فرمایا تمہارے حسن سلوک کے بہت زیادہ مستحق ہمسائے بھی ہیں ان سے بھی بہت زیادہ حسن سلوک کرو۔ہمسائے میں تمہارے رشتہ دار بھی ہیں چاہے دور کے ہوں یا قریب ہے۔

حضور انور نے فرمایا غیر رشتہ دار ہمسائے بھی تمہارے حسن سلوک کے مستحق ہیں پھر تمہارے ساتھ بیٹھنے والے بھی حسن سلوک کے مستحق ہیں۔دیکھیں دائرہ کتنا وسیع ہو رہا ہے۔فرمایا پھر بازاروں میں دکاندار ہیں ان کے ساتھ بھی اخلاق سے پیش آئیں پھر افسران ہیں ماتحت ہیں ان سب سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔پھر سفر کے دوران بس یا ٹرین میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی اس زمرے میں آتے ہیں ان سے بھی حسن سلوک کرو۔فرمایا بعض دفعہ ایسے مسافر ہیں جن کو سفر میں دقتیں پیش آرہی ہوتی ہیں گاڑی خراب ہوگئی اور آپ کی مدد کی ضرورت پڑی ان کی مدد و رہنمائی کرنی چاہئے جب تک ان کی پریشانی دور نہ ہو جائے ان کا ساتھ دینا چاہئے فرمایا یہ سب حسن سلوک کے مستحق ہیں

پھر فرمایا ان سے بھی حسن سلوک کرو جن کے تم مالک ہو۔فرمایا پرانے زمانے میں اس سے مراد غلام ہوتے تھے لیکن جو ملازمین ہیں ان کی ضروریات کا خیال رکھو ان کی مدد کرو غمی خوشی میں شریک ہو۔

فرمایا یہ ہے اسلام کی حسین تعلیم کہ حسن سلوک سے تم ایک حسین معاشرہ قائم کر سکتے ہو۔فرمایا اگر ہر ایک اپنے دائرے میں دوسرے سے حسن سلوک کرنے والا بن جائے تو دنیا سے فساد تو خود بخود ختم ہو جائیں گے۔اور پھر جو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں گے تو پھر یہ سونے پر سہاگہ والی بات ہوگی فرمایا آج یہ حسن سلوک اس تفصیل سے سوائے احمدی کے کوئی نہیں کر سکتا۔یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے ادا کرنی ہے اس لئے اس طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اس کے بعد حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات اور چند احادیث بیان فرمائیں۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا بعض لوگ اپنے بڑے بھائیوں کا احترام نہیں کر رہے ہوتے حسن سلوک تو ایک طرف رہا ان سے بدتمیزی سے پیش آرہے ہوتے ہیں عدالتوں میں ان کو گھسیٹ رہے ہوتے ہیں ہر طرف سے ان کی عزت پر بٹہ لگانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں تو ان لوگوں کو اس روایت سے سبق لینا چاہئے۔

حضرت سعید بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائیوں پر اس طرح کا ہے جس طرح والد کا حق اپنے بچوں پر۔فرمایا بڑا بھائی چھوٹے بھائی کیلئے بمنزلہ باپ کے ہے اس لئے اس کا ادب و احترام بھی واجب ہے۔فرمایا اس میں بڑے بھائیوں کیلئے بھی نصیحت ہے کہ چھوٹے بھائیوں سے وہ سلوک رکھیں جو ایک باپ کو اپنے بچوں سے ہوتا ہے۔اللہ کرے ہر احمدی اس محبت کی فضا کو قائم کرنے والا ہو۔

فرمایا بعض دفعہ گھروں میں میاں بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلخ کلامی ہو جاتی ہے مرد کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ مضبوط اعصاب والا بنایا ہے اگر مرد خاموش ہو جائے تو ۸۰ فیصد سے زیادہ جھگڑے وہیں ختم ہو جائیں صرف ذہن میں یہ رکھنے کی بات ہے کہ میں نے حسن سلوک کرنا ہے اور صبر سے کام لینا ہے۔اس بارے میں حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور اسوہ بیان فرمایا اور فرمایا یہ ہیں بیویوں سے حسن سلوک کے نمونے جو آج ہمیں اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عمل سے اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نظر آتے ہیں اور انہیں پر چل کر ہم اپنے گھروں میں امن قائم کر سکتے ہیں۔

رحمی رشتوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں حضور نے احادیث بیان کرتے ہوئے تاکید فرمائی۔اور فرمایا صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جس کا تعلق توڑا جائے تو وہ تعلق جوڑے فرمایا صلح کا ہاتھ تم پہلے بڑھاؤ اور اگر ہر مسلمان اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو کیا کوئی جھگڑا باقی رہ جاتا ہے۔ہر طرف امن کی فضا قائم ہو جائے گی۔

فرمایا اس تعلیم کو رواج دینا اور یہ اعلیٰ اخلاق اپنے رشتہ داروں کے ساتھ دکھانا آج ہر احمدی کا کام ہے۔تبھی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تم صلح میں پہل کرو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تبھی یہ اعلیٰ اخلاق کا معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔اس کے بعد حضور نے حسین معاشرہ بنانے کیلئے بعض احادیث پیش فرمائیں۔

اللہ کرے ہم اللہ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں حسن سلوک کر کے اللہ تعالیٰ کو اپنا بنانے والے بن جائیں۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور نے بعض مرحومین کا ذکر فرمایا اور ان کی مغفرت کیلئے دُعا کی تحریک فرمائی۔

اپنی مجلس کا نام تلاش کریں

جن خوش نصیب مجالس نے ابھی تک تجنید فارم مکمل کر کے دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت کو ارسال کئے ہیں۔اُن کے اسماء اس طرح ہیں:

اندورہ، Airapuram، قادیان، یاری پوری، Muriyakanni، Mannarkkad، Karulai، Kozhikode، ماندوجن، شورت، سورو، چارکوٹ، بھدرواہ، عثمان آباد، Kalkulam، Dehri Relyote، Kozhikode Town

جن مجالس نے ابھی تک تجنید مکمل کر کے نہیں بھجوائی اُن سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اولین فرصت میں تجنید بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔(عاشق حسین غنائی سیکرٹری تجنید اطفال الاحمدیہ بھارت)

دُعائے مغفرت

خاکسار کی نانی محترمہ جانہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد اسماعیل صاحب میر مرحوم گاگرن شوپیان بتاریخ ۲ رجنوری ۲۰۰۴ء بعمر ۹۰ سال مختصر سی علالت کے بعد اس جائے فانی کو الوداع کہتے ہوئے اپنے محبوب حقیقی سے جاملیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ نیک خصلت اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں مرحومہ کی بلندیٔ درجات کیلئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پانے کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔(محمد ابراہیم پرویز گاگرن شوپیان کشمیر)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Editor
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax :(0091)01872-220757
Tel Fax:(0091) 01872-221702
Tel. (0091) 01872-220814

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 53 Thursday, 27 Jan 2004 Issue No : 4

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S $
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20U.S $

پیغامات وزرائے اعلیٰ وگورنر صاحبان بھارت برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۳ء

नारायण दत्त तिवारी

मुख्य मंत्री उत्तरांचल

विधान भवन,
देहरादून
10 दिसम्बर, 2003

संदेश

मुझे यह जानकर बहुत प्रसन्नता हो रही है कि अखिल भारतीय अहमदिय्या मुस्लिम जमाअत भारत द्वारा अपने केन्द्र कादियान जिला-गुरदासपुर पंजाब में ११२ वां वार्षिक अधिवेशन २६ से २८ दिसम्बर तक आयोजित किया जा रहा है।

अहमदिय्या जमाअत का यह स्लोगन कि मुहब्बत सब के लिए नफरत किसी से नही आज के संसार को एक प्लेटफार्म पर लाने के लिए एक सराहनीय स्लोगन है।

इस अवसर पर मै अहमदिया जमाअत, भारत के प्रधान हजरत साहिबजादा मिर्जा, वसीम अहमद साहिब को इस जलसे के आयोजन के लिए बधाई देता हूं। इसके साथ देश-विदेश से आये तमाम आगन्तुको, अतिथियों को भी बधाई देता हूं और उनके उज्जवल भविष्य की कामना करता हूं।

(नारायण दत्त तिवारी)

احمدیہ جماعت کا یہ نعرہ کہ ”محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں“ آج کی دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کیلئے ایک قابل تعریف نعرہ ہے

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہو رہی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے ذریعہ بھارت میں اپنے مرکز قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں ۱۱۲واں سالانہ جلسہ ۲۶ سے ۲۸ دسمبر تک منعقد کیا جا رہا ہے۔ احمدیہ جماعت کا یہ نعرہ کہ محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں آج کی دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کیلئے ایک قابل تعریف نعرہ ہے۔

اس موقعہ پر میں احمدیہ جماعت کے امیر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو اس جلسہ کے انعقاد کیلئے مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ملک و غیر ممالک سے آئے تمام مہمانوں اور نمائندوں کو مبارک دیتا ہوں اور ان کے روشن مستقبل کی امید کرتا ہوں۔

نارائن دت تواری
وزیر اعلیٰ اترانچل

گورنر اُتر پردیش کی جلسہ سالانہ قادیان کیلئے نیک تمنائیں

پیارے مرزا وسیم احمد جی

سنیہ نمسکار!

جماعت احمدیہ کا سالانہ عالمی جلسہ قادیان گورداسپور میں ۲۶ سے ۲۸ دسمبر ۲۰۰۳ء تک ہونے جا رہا ہے یہ جان کر خوشی ہوئی آپ نے اس میں مہمان خصوصی کے طور پر مجھے بھی دعوت دی ہے احسان مند ہوں لیکن پہلے سے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق میں ان تاریخوں میں مراد آباد میں رہوں گا لہٰذا آپ کے جلسہ میں آنے سے قاصر ہوں۔ خدا کی مہربانی سے آپ کا یہ جلسہ کامیابی سے ختم ہو۔

خیر کا متمنی
وشنو کانت شاستری
گورنر اُتر پردیش

विष्णुकान्त शास्त्री
राज्यपाल, उत्तर प्रदेश

पत्रांक : 2827/जी.एस.-एस.ई.
राज भवन
लखनऊ-227132

दिसम्बर 20, 2003

प्रिय मिर्जा वी० अहमद जी,

सस्नेह नमस्कार।

जमाते अहमदिया का अन्तर्राष्ट्रीय वार्षिक अधिवेशन कादियान, गुरुदासपुर में 26 से 28 दिसम्बर, 2003 को होने जा रहा है, यह जानकर प्रसन्नता हुई। आपने इसमें मुख्य अतिथि के रूप में मुझे भी आमंत्रित किया है, आभारी हूँ। किन्तु पहले से निश्चित किये गये कार्यक्रम के अनुसार उक्त तिथि में मैं मुरादाबाद में रहूँगा, अतः आपके इस अधिवेशन में आने में असमर्थ हूँ।

प्रभु कृपा से आपका यह अधिवेशन सफलतापूर्वक सम्पन्न हो।

सानन्द रहें।

शुभेच्छु,

(विष्णुकान्त शास्त्री)

श्री मिर्जा वी० अहमद,
राष्ट्रीय अध्यक्ष,
जमाते अहमदिया कादियान,
गुरदासपुर,
पंजाब-143516

جلسہ سالانہ قادیان کیلئے وزیر اعلیٰ کیرلہ کا پیغامِ تہنیت

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ احمدیہ مسلم جماعت کا عالمی جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو پنجاب میں ہو رہا ہے۔ میری دلی مبارکباد۔

اے کے انٹونی
وزیر اعلیٰ کیرلہ

English Translation of the Greetings received from Shri A.K. ANTONY, Hon. Chief Minister of Kerala in connection with our Jalasa 2003 at Qadian

A.K. Antony,
Chief Minister, Kerala. 22-12-2003

GREETINGS

Happy to know that the International Conference of the Ahmadiyya Muslim Jamaat is being held on 26, 27, 28 December at Panjab.

My heart full greetings

Sd/- A.K. Antony.

****

سال ۲۰۰۴ء میں تبلیغی و تربیتی جلسے

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان مبلغین اور معلمین کرام کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے دوران سال ۲۰۰۴ء درج ذیل تفصیل کے مطابق تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ مقامی سہولت کے مطابق ان تاریخوں میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ	۲۰ فروری ۲۰۰۴ء
جلسہ یوم مسیح موعودؑ	۲۳ مارچ ۲۰۰۴ء
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۵ اپریل ۲۰۰۴ء
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۳ مئی ۲۰۰۴ء
جلسہ یوم خلافت	۲۷ مئی ۲۰۰۴ء
جلسہ ہائے ہفتہ قرآن مجید	یکم تا ۷ جولائی ۲۰۰۴ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	۲۹ اگست ۲۰۰۴ء
جلسہ یوم پیشوایان مذاہب	۳۱ اکتوبر ۲۰۰۴ء

امراء کرام و صدر صاحبان جماعت سے گزارش ہے کہ مذکورہ تمام جلسوں کا انعقاد شایانِ شان رنگ میں کریں۔ یہ جلسے نومبائعین کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اسلئے خصوصی طور پر نومبائعین احباب و خواتین اور نئی نسل کے بچوں و بچیوں کو ان اجلاسات میں منظم طریق سے شریک کریں۔ اس طرح انہیں ان جلسوں کی اہمیت و افادیت اور برکات کا بھی علم ہوگا۔

ان جلسوں کی رپورٹس کے خلاصے نظارت اصلاح و ارشاد کو بھجواتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے ۲۷ر دسمبر ۲۰۰۳ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں درج ذیل تفصیل سے مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم ملک غلام احمد صاحب آف دوالمیال مورخہ ۲۴ر دسمبر ۲۰۰۳ء کو اچانک دل کے حملہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۵۷ سال تھی۔ آپ کا تعلق دوالمیال سے تھا اور یہاں ناٹنگھم میں رہائش پذیر تھے، وفات کے وقت اپنی جماعت کے سیکرٹری مال کے طور پر خدمات بجا لا رہے تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ اور ۳ بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب: مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ مورخہ ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم رحمت اللہ صاحب مرحوم صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور مکرم محمد یسین خان صاحب صدر جماعت احمدیہ ولور ہمٹن کی والدہ تھیں۔ مرحومہ نیک سیرت، پرہیزگار، صوم و صلوٰۃ اور تہجد کی پابند اور خوش مزاج طبیعت کی مالک تھیں۔ آپ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین